ماھنامہ

المرشد

اللہ
رسول
محمد

ستمبر
2005

قَدۡ أَفۡلَحَ مَن تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ ٱسۡمَ رَبِّهِۦ فَصَلَّىٰ

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

بلدیاتی انتخابات کی حقیقت؟

ماہنامہ المرشد

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ستمبر 2005ء جمادی الثانی / رجب ۱۴۲۶ھ

جلد نمبر 27 * شمارہ نمبر 02

فہرست مضامین

1-اداریہ	محمد اسلم	03
2-اقوالِ شیخ	امیر محمد اکرم اعوان	04
3-امن کیسے قائم ہوا؟	امیر محمد اکرم اعوان	06
4-اکرم التفاسیر	امیر محمد اکرم اعوان	14
5-سوال و جواب	امیر محمد اکرم اعوان	24
6-علماء کرام کی ناقدری کی وجوہات	امیر محمد اکرم اعوان	29
7- کسی یکجائی سے اب عہد غلامی کرلو	ابوبکر صدیق	37
8-دھمکی اور دھماکے...........	حسام احمد سید	38
9-طب و صحت (سلسلہ وار)	ڈاکٹر محمد اقبال ظفر	41
10- مکتوبات	حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ	43
11-غبارِ راہ	امیر محمد اکرم اعوان	46
12-طریق السلوک فی آداب الشیوخ	آسیہ اسد اعوان	49
13-اسلام کی چار بنیادیں	ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ	52
14-تعارف کتب	منشور قرآن - حیات طیبہ	55

مدیر

چودھری محمد اسلم

جوائنٹ ایڈیٹر : ضمیر حیدر

سرکولیشن مینیجر : رانا جاوید احمد

کمپیوٹر ڈیزائننگ اینڈ لے آؤٹ

رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شمارہ 25 روپے

LRL # 41

بدل اشتراک

پاکستان	250 روپے سالانہ
بھارت، سری لنکا، بنگلہ دیش	
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100 ریال
برطانیہ - یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فار ایسٹ اور کینیڈا	60 امریکن ڈالر

انتخاب جدید پریس - لاہور 042-6314365 | ناشر - پروفیسر عبدالرزاق

رابطہ آفس = ماہنامہ المرشد اے-ٹی-ایم-بلڈنگ، پل کوریاں، سمندری روڈ، فیصل آباد - فون 041-668819

Web Site : www.alikhwan.org.pk   E.Mail : info@alikhwan.org.pk

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المرشد اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ، ٹاؤن شپ لاہور - فون 042-5182727

کلامِ شیخ

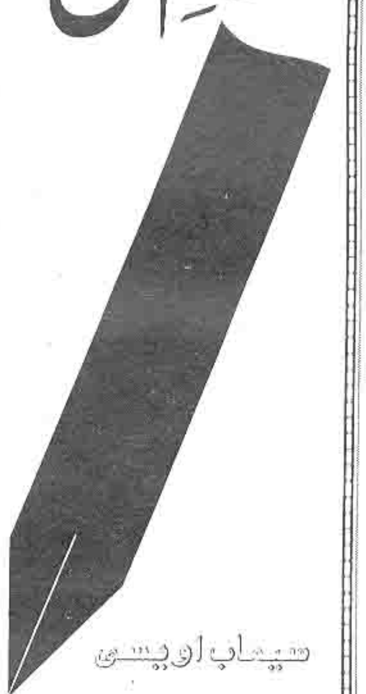

سیماب اویسی

امیر محمد اکرم اعوان، سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

آپ کی شاعری کیا ہے؟

فرماتے ہیں:-

"میری شاعری میری کیفیات اور میرے جذبات کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہ اشعار کیسے ہیں؟ ان کا معیار کیا ہے بلکہ یوں کہیے کہ یہ اشعار ہیں یا نہیں' اس کی مجھے خبر نہیں' اس لئے کہ میں نے یہ فن سیکھا ہے اور نہ اس کے اسرار و رموز۔ میں نے بہت سیکھا یا کم' سب کچھ محض اپنے عظیم شیخ کی توجہ اور نگاہ کا حاصل ہے۔

اگر ان اشعار میں واقعی کوئی کمال نظر آئے تو یہ اللہ کی عطا اور شیخ المکرم کا فیضِ نظر ہے اور اس کے سارے سقم کی ذمہ داری میری کمزوریوں کا نتیجہ ہے۔

اللہ کرے میں جو چاہتا ہوں وہ کہہ سکا ہوں اور جو کہہ گیا ہوں وہ کسی کی سمجھ میں آ سکے تو میں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا کہ بندہ صرف بات پہنچا سکتا ہے باقی سب توفیقیں اللہ کو ہیں۔"

نعت

تیرا حسن روشن ہے دونوں جہاں میں
تیری نعت کیسے؟ کہاں سے کہوں میں؟
ملیں عظمتیں ساری تیرے قدم سے
تیرا ابنِ آدم پہ احساں لکھوں میں
حکومت' خلافت' ریاست' شرافت
یہ حسنِ تصرف ہے تیرا' کہوں میں
بناؤں میں سرمہ تیری خاکِ پا کو
جہاں دونوں بے شک عیاں دیکھ لوں میں
ملے موت آقا غلامی میں تیری
تیرا بن کے خادم جہاں میں جیوں میں
زمانے میں بانٹوں میں خوشبو کو تیری
بنوں تیرا قاصد زمیں پہ پھروں میں
عطا عشق کی آگ ہو بانٹنے کو
مسلماں کو دردِ آشنا تو کروں میں
عطا ہو انہیں عظمتِ رفتہ پھر سے
انہیں تیری راہوں پہ لے کے چلوں میں
مٹائیں کفر کے اندھیروں کو جگ سے
تیرے در کا خادم انہیں دیکھ لوں میں
سجائیں یہ بدر و واحد کو دوبارہ
تمہارے ہیں خادم یہ سب سے کہوں میں
ہے سیماب کی یہ انوکھی تمنا
یہ سب اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ لوں میں

(بریڈفورڈ۔ دسمبر 1993ء)

اداریہ

کسی بھی ملک میں بلدیاتی انتخابات انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ ان انتخابات کے ذریعے جو لوگ منتخب ہوتے ہیں عوام سے براہ راست تعلق کے باعث وہ عوامی مسائل سے خوب آگاہ ہوتے ہیں۔

وطن عزیز میں منعقد ہونے والے حالیہ انتخابات بھی ایک ایسی بنیاد تھے جس پر ملکی تعمیر و ترقی کا انحصار تھا۔ ضروری تھا کہ اس قدر اہمیت کے حامل اس الیکشن سے پہلے نئے بلدیاتی نظام میں پائی جانے والی خرابیوں کو دور کیا جاتا، پانچ سال کے لئے ایک آزاد اور با اختیار الیکشن کمشنر قائم کیا جاتا اور ایسے اقدامات کئے جاتے جن کے باعث انتخابی عمل کو شفاف اور منصفانہ بنایا جا سکتا۔ بد قسمتی سے ایسا ہو نہ سکا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سارے ملک سے دھاندلی کی آوازیں آرہی ہیں نہ صرف یہ کہ اپوزیشن دھاندلی کے الزامات لگا رہی ہے بلکہ حکومتی پارٹی اور بعض وفاقی وزرا بھی حالیہ الیکشن پر شکوک و شبہات کا واضح اظہار کر رہے ہیں کراچی میں جماعت اسلامی، حیدر آباد میں حق پرست اندرون سندھ پیپلز پارٹی، پنجاب میں نواز لیگ اور پیپلز پارٹی نے دھاندلی کے الزامات عائد کئے ہیں یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اہل اقتدار نے اقتدار کی قوت کے ذریعے الیکشن پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی ہے ایک ٹھوس حقیقت یہ ہے جس کی تائید ہر شہری کر رہا ہے کہ ملکی تاریخ میں پہلی بار نقد رقم کے عوض ووٹ کو وسیع پیمانے پر باقاعدہ اور براہ راست خریدا گیا۔

ان حالات میں ان انتخابات کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے اور خرید و فروخت کے اس عمل سے گزر کر کامیاب ہونے والے افراد سے کیا توقع رکھی جا سکتی ہے یہ بہت اہم سوال ہے جس پر حکومت وقت خصوصاً صدر مملکت کو غور کرنا چاہئے۔ ورنہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ایک ماہر انجینئر نے بلدیاتی نظام کی جس خوبصورت عمارت کا نقشہ تراشا ہے اس عمارت کی بنیاد "پانی" پر رکھ دی گئی ہے۔

اقوالِ شیخ

☆......جہاں جہالت ہوتی ہے وہاں عدل نہیں ہوتا۔عدل بھی علم کے ساتھ ریلیٹڈ (Related) ہے۔

المرشد دسمبر 2003

☆......امت محمدیہ پر پوری دنیائے انسانیت کی اصلاح کا بوجھ رکھا گیا اور امتی ہونے کے دعوے دار اپنی ذات اصلاح سے بھی گئے گزرے ہو گئے تو دنیا میں امن کہاں سے آئے گا؟ کیسے آئے گا؟۔

المرشد دسمبر 2003

☆......وصال نبوی ﷺ تک چوراسی کے قریب غزوات وسرایہ حکومتی سطح پر لڑی گئیں لیکن ان میں مرنے والوں اور زخمیوں کی تعداد سینکڑوں میں تھی۔

المرشد دسمبر 2003

☆......سنجیدہ زندگی کا ہر لمحہ اللہ کی نافرمانی سے بچنا' اس کی اطاعت وفرماں برداری کے لئے کوشاں رہنا اور اپنے آپ کو اس کے احکام کے لئے مجبور کر دینا فرمایا یہ جہاد اکبر ہے۔

المرشد دسمبر 2003

☆......جس بندے کو یہ تمیز نہیں ہے کہ جو میں کھا رہا ہوں یہ حلال ہے' حرام ہے' ڈاکے کا مال ہے صدقے کا مال ہے جہاد کیا خاک کرے گا؟ ہاں فساد کرے گا- جہاں چاہو لڑا دو۔

المرشد دسمبر 2003

☆......ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ کسی نئے نبی کی' کسی نئی کتاب کی ضرورت ہی پیدا نہ ہوگی یہی اسلام کی خوبی ہے۔

المرشد دسمبر 2003

☆......خلافت راشدہ کا نظام قرآن وسنت سے الگ نہیں ہے۔قرآن وسنت پر جو عمل کیا گیا یا کروایا گیا وہی خلافت راشدہ کا نظام ہے۔

المرشد دسمبر 2003

☆......قرآن کہتا ہے کہ ہر انسان کو دو بنیادی حق ہیں۔ایک زندہ رہنے کا اور دوسرا عقیدہ رکھنے کا' اس پر کوئی زبردستی نہ کی جائے۔

المرشد دسمبر 2003

☆......صحابہ اکرامؓ کی یہ کرامت ہے کہ روئے زمین پر جہاں جہاں صحابہ تشریف لے گئے ہیں وہاں سے اسلام کو مٹایا نہیں جا سکا۔جو چھپن ریاستیں ہم نے بنا رکھی ہیں اور ہمیں فخر ہے کہ مسلمانوں کے پاس چھپن ریاستیں ہیں۔یہ اسی ریاست کے چھپن حصے ہیں جو صحابہ اکرامؓ نے بنائی تھیں۔

المرشد دسمبر 2003

☆......اگر ہم اللہ جل شانہ کے مقابلے میں کسی اور کا حکم مانتے ہیں اور اس وجہ سے مانتے ہیں کہ اگر اس کا حکم نہ مانا تو ہمارا نقصان ہوگا اور اگر مانا تو ہمیں یہ نفع ہوگا تو اہل علم کے نزدیک ہم نے اس کو رب مان لیا۔

المرشد دسمبر 2003

☆......اللہ کو رب ماننے کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی ساری امیدیں اُسی ایک ذات سے وابستہ کریں اپنے سارے خوف اُس ایک ذات سے وابستہ کر دیں کہ کہیں وہ روٹھ نہ جائے۔

المرشد دسمبر 2003

دنیا میں امن کیوں نہیں ہے؟

اقوام کو وہی پیش آتا ہے جو اُس کے افراد کرتے ہیں' تو کبھی ہم نے یہ سوچنے کی زحمت گوارا کی کہ یہ جو اتنی قتل و غارت ہو رہی ہے اس میں کہیں میرا بھی حصہ تو نہیں' کم از کم میں تو اس کا مجرم نہ گردانا جاؤں۔

28-01-2005 کو دارالعرفان منارہ ضلع چکوال میں شیخ المکرّم امیر محمد اکرم اعوان کا فکر انگیز

خطاب

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیمo

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

لا تجعلوا دُعاء الرسول بینکم کُدعاء بعضکُم بعضاًoقدیعلم اللّٰہ الذینَ یتسللون منکم لواذاً فلیحذ رِ الذین یخالفونَ عن امرہٖ ان تصیبھُم فتنتہ' او یصیبھُم عذاب' الیمُ'o

اللھم سبحنک لاعلم لنا الا ماعلمتنا انک انت العلیم الحکیمo

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیک من ذانت بہِ العُصُروا

ہمارے زمانے کا سب سے بڑا مسئلہ بدامنی ہے اور یہ بدامنی کسی ایک جگہ نہیں ہے عجیب بات یہ ہے کہ یہ روئے زمین کے تمام ممالک کو اپنے حصار میں لئے ہوئے ہے۔ دنیا کے کسی ملک میں بھی امن نہیں ہے یہ الگ بات ہے کہ کہیں بدامنی کم ہے اور کہیں زیادہ۔ دنیا کے ہر ملک کی ہر حکومت اس کا سدباب کرنے میں لگی ہوئی ہے لیکن طب کا ایک قاعدہ ہے اور میڈیکل میں بھی ایلوپیتھی میں بھی وہی استعمال ہوتا ہے کہ پہلے یہ تلاش کیا جائے کہ مرض کا سبب کیا ہے۔ دو آدمیوں کو بخار ہوتا ہے اور دونوں کو بخار ہے لیکن دونوں کے بخار کے اسباب الگ ہو سکتے ہیں تو دونوں کا علاج الگ ہوگا یعنی جو سبب ہے اُس کا تدارک کیا جائے گا یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک ہی دوا دونوں کو دی جائے۔ اسی طرح بدامنی تو ایک سی ہے لیکن شاید اسباب الگ ہوں۔

منکرین اور عالم کفر میں صورت حال مختلف ہے اور ہماری یہ میں تو کہوں گا کہ ہماری کم علمی ہے کہ ہم سب کو اپنے اوپر قیاس کر لیتے ہیں۔ کافر

کافر ہے اور اُس کی شرائط کچھ اور ہیں اُس کے لئے احکام بھی اور ہیں حدود بھی اور ہیں اور یہ بھی طے ہے کہ کفر میں کبھی سکون نہیں ہو سکتا۔ لہذا کافر ملکوں میں اور کافر اقوام میں اگر رشتوں کا پاس نہیں ہے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ اگر فرد کو فرد سے الفت نہیں ہے یا کوئی دوسرے کیلئے ایثار نہیں کرتا تو کوئی بڑی بات نہیں ہے اور کسی بھی معاشرے کو تکلیف دہ بنانے کے لئے یہ ایک عنصر کافی ہوتا ہے کہ لوگ ایثار کرنا چھوڑ دیں۔ تو غیر مسلم معاشرے میں تو ایثار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہر شخص اپنی اپنی زندگی جیتا ہے اپنے اپنے مفادات کے لئے کوشاں رہتا ہے اپنی بھلائی سوچتا ہے اُس میں خواہ کسی دوسرے کا کتنا بھی نقصان ہو جائے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو لوگ اُمت خیر الانام ﷺ ہیں اور امام الرُسل ﷺ کی اُمت ہونے کے مدعی ہیں اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں' جہاں شہر تو شہر ایک ایک گاؤں میں متعدد مساجد ہیں جن میں پانچ وقت اذان بلند ہوتی ہے بے شمار لوگ سربسجود ہوتے ہیں' روزے رکھتے ہیں' حج کرتے ہیں' قربانیاں کرتے ہیں' تو یہ سب کچھ سارا مجاہدہ کرنے کے بعد بھی وہاں امن وسکون کیوں نہیں ہے؟

یہ بھی یاد رکھ لیجئے کہ امن اللہ کریم کا انعام ہے اور بدامنی ایک عذاب کی صورت ہے!

قرآن حکیم نے ایک اصول بیان فرمایا ہے اس کائنات کا ایک خالق ہے۔ جس کی ذات سوچوں سے اور علم کی حدود سے بالاتر ہے جسے ہم مان سکتے ہیں جسے ہم جان بھی سکتے ہیں لیکن اُس کا جاننا بھی کسی دوسرے کے جاننے کی طرح نہیں ہے کسی دوسرے کو ہم شکل سے جانتے ہیں حلیے سے جانتے ہیں رشتوں سے جانتے ہیں اُس کا جاننا اس طرح نہیں ہے اُسے اُس کی کائنات' اُس کی حکمت' اُس کے تصرف' اُس کی قدرت اور اُس کی صفات عالیہ کے اظہار کو دیکھ کر جانا جاتا ہے کہ وہ کیسی ہستی ہے اور اُس کی قدرت کاملہ کیا کرشمہ کرتی ہے۔ اُس نے ساری مخلوق میں صرف انسان کو یہ فضیلت بخشی ہے کہ وہ اُسے جاننے کا حوصلہ بھی رکھتا ہے اور اُسے جاننے کی جرات بھی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ساری مخلوق جہاں بھی ہے وہ اُسے مانتی تو ہے اُس کی اطاعت کرتی ہے لیکن حکم کی اطاعت کرتی ہے حاکم کو جاننے کی جرات نہیں کر سکتی۔ ملائکہ مقربین جو ہیں وہ بھی اپنے اپنے مقام پر ہیں اور اُن کی جگہ متعین ہے اور اُن کی ذمہ داریاں متعین ہیں حکم ملتا ہے اور حکم کی تعمیل کرتے ہیں لیکن حاکم کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرات نہیں کر سکتے۔ یہ جرات رندانہ صرف انسان کو عطا کی گئی اور ہر انسان میں یہ جرات نہیں ہے کہ وہ براہ راست جان سکے۔ اس جاننے کے لئے اُس نے انسان میں سے انبیاء علیہم السلام کو منتخب فرمالیا انبیاء علیہم السلام وہ ہستیاں ہیں جن سے وہ براہ راست کلام فرماتا ہے۔ جو اُس کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مقرب ہیں اور جن کی طرف مبعوث ہوتے ہیں وہ اُن کے حوصلے سے اُسے جانتے ہیں۔

ہم وہ اُمت ہیں جو آخری اُمت ہیں اور ایسے نبی کی اُمت ہیں جو تمام انبیاء علیہم السلام کا بھی نبی ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کا سردار ہے اور جو مبعوث تو ہوا لیکن جس کا عہد نبوت ختم نہیں ہوگا۔ پہلے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے۔ مختلف اقوام کی طرف مختلف علاقوں کی طرف اور مختلف زمانوں کے لئے اُن کی برکات محدود تھیں اقوام کے لئے جس کی طرف مبعوث ہوئے انہی پر اُن کی اطاعت فرض تھی اور اُس علاقے تک محدود تھیں جس کیلئے مبعوث ہوئے اور اُس زمانے تک محدود تھیں جس کے لئے وہ مبعوث ہوئے لیکن جس نبی ﷺ کی اُمت ہم ہیں یہ تمام کائنات کا' پہلوں کا' پچھلوں کا سب کا نبی ہے اور آپ ﷺ کی نبوت کبھی ختم نہیں ہوگی۔ کل بھی آپ ﷺ کی نبوت تھی آج بھی آپ ﷺ کی نبوت ہے اور آئندہ بھی جب تک یہ عالم رنگ و بو قائم ہے کوئی نبی نبوت نہیں آئے گی اور ظاہر ہے کہ جتنی ذمہ داری دی جاتی ہے اُتنے ہی اُس کو پورا کرنے کے اسباب عطا فرمائے جاتے ہیں۔

اس لئے فرمایا۔

وما ارسلنک الا رحمتہً اللعٰلمین٥ آپ ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت مجسم ہیں۔ آپ ﷺ کا وجود مقدس تمام جہانوں کے لئے رحمت مجسم ہے تو ارشاد فرمایا یہ آیات مبارکہ اٹھارہویں پارے میں سورۃ النور میں ہیں۔ لا تجعلوا دُعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً٥ نبی علیہ السلام کی بات جب ہو یا آپ حضور اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں کچھ عرض کرنا چاہو تو وہ بے تکلفی بات میں نہیں ہونی چاہیے جو تمہاری آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ جس طرح آپ مخاطب ہوتے ہو ہزار ادب اور احترام سے کرو لیکن آپ سب ایک طرح کے لوگ ہو اور ایک سٹیٹس کے لوگ ہو ایک معیار کے لوگ ہو۔ آپ کی آپس کی بات اور ہے لیکن محمد رسول اللہ ﷺ وہ ہستی ہیں جو سارے جہانوں کے لئے اللہ کی رحمت ہیں اور جو سارے جہانوں کا واحد وسیلہ ہیں وصول الٰہی کا۔ تو جب آپ ﷺ کی بات ہو تو اُس میں آپ ﷺ کی شان اور آپ ﷺ کی منزلت اور آپ ﷺ کا مقام مدنظر رہے اور یہ خیال رہے کہ کس بارگاہ میں لب کشائی کر رہا ہوں۔

ہم تو اس حد تک بے تکلف ہو گئے ہیں کہ ہم تو مسجد کے لاؤڈ سپیکر پہ بات کرتے ہیں اور صلوٰۃ والسلام پڑھنا عبادت سمجھتے ہیں۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ .... الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔ کہنا جرم نہیں ہے۔ صلوٰۃ اور سلام حضور ﷺ پر پڑھنا فرض ہے قرآن نے حکم دیا۔ صلوا علیہ وسلموا تسلیماً٥ صلوٰۃ بھی بھیجو اور سلام بھی بھیجو تسلیماً۔ ایسے بھیجو جیسا بھیجنے کا حق ہے۔ مجھ سے کسی نے ایک دن یہ مسئلہ پوچھا کہ جی ہم جو لاؤڈ سپیکر پہ صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں اس کے بارے آپ کی رائے کیا ہے۔ تو میں نے اُسے کہا کہ تمہارا گھر مسجد سے کتنی دور ہے آواز پہنچتی ہے؟ کہنے لگا' جی پہنچتی ہے۔ تو میں نے کہا ایک دن مسجد کے سپیکر سے اپنے والد گرامی کو سلام بھیجنا اور مسجد میں زور زور سے کہنا کہ اباجی السلام علیکم پانچ منٹ کہتے رہنا تمہیں جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی اباجی مسجد میں پہنچ جائیں گے اور مسئلہ سمجھا دیں گے۔ تمہیں گھر جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ تم پڑھتے رہنا اور وہ سن کر خود ہی آ جائیں گے اور تمہیں مسئلہ سمجھا دیں گے۔ تو اگر کسی والد کو بیٹا وہاں سے پکار کر کہے تو وہ سمجھتا ہے کہ میرے ساتھ گستاخی کر رہا ہے تو اُس بارگاہ عالی ﷺ میں آپ اس بے تکلفی سے چلاتے ہیں۔ ایک ایسی ادب گاہ جو عرش سے نازک تر ہے۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آیند ابوبکر وعمر اینجا

(آسمان کے نیچے ہے یہ دربار لیکن اس کا معاملہ عرشِ عظیم سے نازک تر ہے۔)

شاعر نے تو کہا تھا "جنید وبایزید اینجا"

لیکن میں اُس میں تصرف کیا کرتا ہوں کہ جنید وبایزید کی اُس بارگاہ میں کیا حیثیت ہے پرکاہ بھی نہیں۔ نفس گم کردہ می آیند ابوبکر وعمر اینجا وہ ہستیاں جنہوں نے عالم کفر پہ لرزہ طاری کر دیا جب اُس بارگاہ کی طرف رُخ کرتی ہیں تو اُن کے چہرے سے پسینہ چھوٹ جاتا ہے رنگت سفید پڑ جاتی ہے۔ آواز نکلتی نہیں لیکن فرمایا کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو

یتسللون منکم لواذا۔ اس سے مراد ایسے ہے جیسے کچھ لوگ کسی بارگاہ میں حاضر ہوں اور کوئی اُن کی اُوٹ لے کر کھسک جائے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو حیلے بہانے کر کے احکام نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کو ٹال جاتے ہیں۔ فرمایا قد یعلمُ اللّٰہُ الذینَ٥ ایسے لوگوں کو اللہ بہت خوب جانتا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ کس کے دل میں کتنا ادب واحترام ہے کون کس خلوص سے بارگاہ عالی ﷺ میں حاضر ہوتا ہے۔ اور کون رسمی طور پر حاضر ہوتا ہے اور اپنا کردار اپنی مرضی کا رکھتا ہے۔ کام وہ کرتا ہے جو اپنی پسند کے ہوں اور کلمہ رسول ﷺ کا پڑھتا ہے۔ لوگوں کے پیچھے چھپ کے نکل جاتا ہے جیسے آج

ہمارا طریقہ ہے۔ ہمیں پتہ ہوتا ہے کہ یہ کام ناجائز ہے لیکن ہم کہیں نہ کہیں سے فتویٰ لینا چاہتے ہیں یعنی کسی کے پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

میری ڈاک میں کل بھی ایک خط تھا کہ مجھے ضرورت ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں بنک سے سود لے لوں۔ میں نے اُس خط کا جواب نہیں دیا۔ بہت سے خطوں کا جواب دیا لیکن اُس خط کا نہیں دیا۔ کیسی عجیب بات ہے ایک چیز شریعت میں حرام ہے اور آپ چاہتے ہیں۔ میرے نام لگا کر وہ آپ کھانا چاہتے ہیں۔ کیسی عجیب بات ہے آپ کو پتہ ہے سود حرام ہے بات ختم ہوگئی۔ قرآن نے حرام کر دیا حرام ہے نبی کریم ﷺ کے عمل سے حرام ہے۔ جب آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے بیت اللہ شریف میں اعلان فرمایا کہ آج سے سود حرام ہے اور جتنے سود ہیں وہ آج سے معاف کئے جاتے ہیں جس کسی نے رقم دی ہے وہ اپنی اصل لے سکتا ہے سود نہیں لے سکتا بات ختم ہوگئی۔ اب میں کون ہوتا ہوں کہ میں آپ کو لکھوں کہ جی آپ ضرور لے لیں۔ یہ بات لکھنے والا بھی جانتا ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ کسی کے پیچھے آڑ میں آ کر حضور ﷺ کی نافرمانی کر لوں۔ یہی بات قرآن یہاں بتا رہا ہے۔

قد یعلمُ اللّٰہ الذین یتسللون منکم لواذا. اللہ ایسے لوگوں کو جانتا ہے جو کسی کے پیچھے چھپ کر محمد رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی بارگاہ سے کھسک جاتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ایسا ہوتا ہے تو اس سے نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ فرمایا

فلیحذر الذینَ یخالفُون عن امرہٖ. جو اُس کے حکم کی اور احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے۔

ان تصیبھُم فتنۃ' کہ اُن پر کوئی مصیبت نازل ہوگی۔ اویُصیبھُم عذاب' الیم٭o یا انہیں کوئی بہت دردناک عذاب پیش آئے گا

اب ہم سب کو یہ فکر تو ہے حکومت کو بھی ہے حکمرانوں کو بھی ہے عوام کو بھی ہے ہر کوئی نالاں ہے کہ بدامنی ہے بے اطمینانی ہے قتل و غارت گری ہے لوٹ مار ہے جان مال آبرو کا تحفظ نہیں ہے لیکن اگر ہم اپنے کردار کو دیکھیں تو کیا یہ آیت کریم ہماری نشان دہی نہیں کر رہی کہ تمہیں وہ لوگ ہو جو آڑ لے کر بہانے تراش کر حیلے بنا کر محمد رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتے ہو۔ تو تمہارا کیا خیال ہے کہ اس کے جواب میں تم پر پھول برسیں گے۔ نہیں بلکہ اس بات سے ڈرو کہ ان تصیبھُم فتنۃ' کہ ایسے لوگوں پر کوئی مصیبت نازل ہو جائے بلکہ مصیبت کیا' ڈرنا اس بات سے چاہیے کہ اللہ کے عذاب کی گرفت میں نہ آ جائیں۔

اہل مغرب نے اپنی ہوس کی تسکین کے لئے اربوں کھربوں ڈالر لگا کر بڑے بڑے عیاشی کے اڈے بنائے ساحل سمندر پر مشرق بعید میں جا کر اور جب اُن کے ہاں برف پڑ رہی ہوتی ہے یہاں مشرق بعید میں گرمی ہوتی ہے یہ جنوب میں ہے تو شمال میں جب سردیاں ہوتی ہیں جنوب میں گرمیاں ہوتی ہیں وہاں موسم بھی گرم ہوتا ہے اور ساحل سمندر پر عیاشی کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ اب ایک ہلکا سا جھٹکا آیا چھوٹی سی تنبیہ کی قادر مطلق نے تو دنیا کی بڑی سے بڑی ٹیکنالوجی اُسے بچا نہیں سکی روک نہیں سکی۔ میں اگلے دن اخبار میں دیکھ رہا تھا کہ جو طوفان آیا سٹیلائٹ سے جو اُس کی تصویر لی گئی تو سمندر سے جو لہریں اٹھیں اُن میں صاف ''اللہ'' لکھا ہوا تھا یعنی پورے اُس طوفان کی جو لہر تھی نو سو چالیس کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے آئی اور سو فٹ بلند لہر تھی۔ ایک سو فٹ بلند تھی اور اُس کی رفتار تھی نو سو چالیس کلومیٹر فی گھنٹہ۔ آپ اندازہ کیجئے کہ بڑا جہاز بھی جب ہوا میں اڑ رہا ہوتا ہے ''کنکرڈ'' کے علاوہ تو جمبو کی رفتار بھی زمینی رفتار زیادہ سے زیادہ چھ سو میل ہوتی ہے اور اُس کی رفتار نو سو چالیس میل تھی فی گھنٹہ ہر چیز کو تہس نہس کر گئی۔

امریکہ کا معروف بحری بیڑہ جو اُس سمندر میں ہوتا تھا جس کی ہم ڈھاکہ میں انتظار بھی کرتے رہے۔ اپنے سارے ساز و سامان سمیت غرق ہو گیا۔ اگرچہ یہ بات اخباروں میں نہیں آئی۔ امریکی مرتے ہیں بیچارے تو بتانا نہیں چاہتے لیکن پورا بحری بیڑہ جس میں غالباً چھتیس یا سینتیس

جہازوں سمیت پوری فوج تھی۔ سارے کا سارا سمندر کی نذر ہوا۔ جو عیاشیاں کر رہے تھے ساحل پر وہ بھی اور جو اُن کی عیاشی پر پل رہے تھے وہ بھی' جنہیں وہ پسند تھا ان کا آنا اور اُن کا زرمبادلہ بنا ہوا تھا اور لوگوں کا روزگار بنا ہوا تھا اُن سب کو لیکر نشان عبرت بنا کر چلی گئی کہ اللہ قادر ہے کائنات اُس کی ہے اور ایک حد میں رہو حد سے آگے اتنا نہ نکل جاؤ کہ عذاب الٰہی نازل ہو جائے۔

تو ہم ابھی تک فتنہ کی سٹیج میں ہیں اور وہاں عذاب الیم آگیا۔ فرمایا دو درجے ہیں اگر محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اُن کی عظمت کو مدنظر رکھ کر خطاب نہیں کرو گے' بے تکلفانہ زندگی گزارو گے' پرواہ نہیں کرو گے کہ کیا ہوا حضور ﷺ نے حکم دیا تو کوئی بات نہیں' اگر ایسا کرو گے' ان تصیبھم فتنۃ۔ تو پھر تم پر مصیبتیں نازل ہوں گی اور یُصیبھُم عذاب' الیم۔ یا پھر ایسے لوگوں پر دردناک عذاب آئے گا۔ عجیب بات یہ ہے کہ اُن لٹے پٹے گھروں میں جو معصوم بچے اتفاق سے بچ گئے لوگ اُن کو بیچ رہے ہیں' جو لاشیں ملتی ہیں اُن کی تجارت ہو رہی ہے اور اعضاء بیچے جا رہے ہیں۔ یار! کیسا عجیب دور آگیا ہے کہ لوگوں کو بجائے عبرت کے...... وہ موہنجوداڑو کے انہوں نے پُرانے کھنڈرات کھودے اور پھر وہ بڑا میوزیم بنا تو اُس پر کسی کا ایک قطعہ تھا اُس کا پہلا شعر مجھے یاد نہیں دوسرا شعر یہ تھا کہ

عبرت کی ایک چھٹانک برآمد نہ ہو سکی
کلچر نکل پڑا ہے ٹنوں کے حساب سے

یعنی کسی نے عبرت حاصل نہیں کی کہ یہ کتنے جدید اور کتنے ترقی یافتہ لوگ تھے اور کیسا عجیب شہر ہے جس میں گرم سرد پانی کا اہتمام ہے اور نالیاں ہیں اور گلیاں پختہ ہیں اور یہ ہے' وہ ہے اور وہ ایک ٹیلے کے نیچے دب گئے کوئی پُرسان حال نہیں کیا غضب الٰہی ان پر نازل ہوا اور ہم کیا کر رہے ہیں کہیں ہمارا حشر بھی اُن جیسا نہ ہو! یہ کسی نے نہیں سوچا بس ایک کلچر نہیں وہاں ایک تہذیب مل گئی اور ایک بود و باش کا انداز مل گیا...... ''عبرت کی ایک چھٹانک برآمد نہ ہو سکی اور کلچر نکل پڑا ہے ٹنوں کے حساب سے''...... تو مسلمان ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم نام سے خود کو مسلمان کہہ دیں یا زبانی کلمہ پڑھ دیں یا کبھی فرصت ملی نماز پڑھ لی کبھی نہ پڑھی۔ بلکہ اسلام آپ کے ہر لمحے کی نگرانی کرتا ہے اور مسلمانوں کو حکم دیتا ہے۔

یا یھا الذینَ امنوُا ۔ بھئی! قابل غور بات ہے مسلمان سے اور ایمان والے سے یہ فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافتۃ۔ اے ایمان والو' وہ لوگ جو ایمان کا دعویٰ رکھتے ہو آدھا تیتر اور آدھا بٹیر مت بنو۔ نام اسلام کا ہو کلمہ اسلام کا پڑھتے ہو اور پھر کام وہ کرتے ہو جو کافر کرتے ہیں اس طرح نہ چلے گا۔ اُدخلوا فی السلم کافتۃ ۔ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ مرنا جینا دوستی دشمنی کاروبار شراکت آنا جانا میل ملاپ ہر چیز پر اسلام کی چھاپ لگی ہوئی ہو اور پتہ چلے کہ یہ مسلمان ہے۔

حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر صحابہ میں سے کسی کو دنیا میں واپس بھیج دیا جائے تو ہمیں دیکھ کر وہ پریشان ہو جائے گا کہ یہ پاگل ہیں کہ یہ خود کو مسلمان کہتے ہیں اور ہم اُسے دیکھ کر یہ سوچیں گے کہ یہ پاگل ہے ایسے مسلمان ہوتے ہیں۔ ہم میں اور اسلام میں اتنا فاصلہ ہے!

تو جو کوئی امن کا خواہاں ہے جو چاہتا ہے کہ ہم بدامنی سے نکلیں ہم اس فتنے سے نجات پائیں اور عذاب الیم کی طرف نہ بڑھیں بلکہ اس سے بچنے کی کوشش کریں اس کے آگے عذاب الیم ہے تو اُسے کم از کم یہ تو چاہیے کہ اپنے آپ کو تو اسلام کا پابند کر لے۔ ہماری یہ بھی ایک مصیبت ہے' ہم میں سے ہر بندہ واعظ بھی ہے ناصح بھی ہے دوسروں کے لئے ناقد بھی ہے۔ دوسروں کے لئے ہم تنقید کرتے ہیں کہ فلاں کی اتنی بڑی داڑھی ہے اُس نے جھوٹ بولا۔ ہم تنقید کرتے ہیں کہ فلاں حج کرنے گیا تھا لیکن اپنے بزنس کرتا رہا ارکان بھی ادا نہیں کئے ہم تنقید کرتے ہیں کہ فلاں نے اتنے حج

کئے بین دکان پر بیٹھتا ہے تو لوگوں کو لوٹ لیتا ہے یہ ساری باتیں ہم کرتے ہیں لیکن اگر ہم فلاں کو چھوڑ دیں۔ اپنے آپ سے بات کریں کہ میں کیا کرتا ہوں تو بہت سا کام ہو سکتا ہے۔

افراد سے بنتی ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا

اقوام کو وہی پیش آتا ہے جو اُس کے افراد کرتے ہیں تو کبھی ہم نے یہ سوچنے کی زحمت گوارا کی کہ یہ جو اتنی قتل و غارت ہو رہی ہے اس میں کہیں میرا بھی حصہ تو نہیں کم از کم میں تو اس کا مجرم نہ گردانا جاؤں۔ آپ نے دیکھا دنیوی عدالتوں میں! کہیں کوئی قتل ہو جاتا ہے اور اُس کا قاتلوں کے خلاف پرچہ ہوتا ہے اور اُس میں اگر ہمارا نام آ جائے تو ہمارا کیا حال ہوگا کہ بھئی! مجھے تو خبر بھی نہیں تھی، میں اُس بندے کو جانتا نہیں تھا، مارنے والوں سے میرا کوئی رشتہ نہیں تھا انہوں نے مجھے اُس میں رکھ دیا۔ مرنے کے قریب ہو جاتے ہیں ہم، کسی میں جرات ہے کہ وہ یہ برداشت کرے کہ قتل کوئی کرے اور اُس کا پرچہ اُس پر بھی ہو جائے اور وہ عدالت میں جائے۔ لیکن یہ جو قتل عام ہو رہا ہے اگر اس کے اسباب میں ہمارا کردار بھی ہو تو پھر تو ہم بے گناہ نہیں ہیں پھر اُس عدالت میں تو پیشی ہوگی اگر ہم بھی جھوٹ ہی بولتے ہیں اگر ہم بھی حرام ہی کھاتے ہیں اگر ہم بھی اطاعت پیامبر ﷺ کی حدود سے نکل جاتے ہیں ہم بھی حیلے بہانے سے برائیوں کو جائز قرار دیتے ہیں تو پھر یہ جو قتل عام روئے زمین پر ہو رہا ہے اُس میں ہمارا حصہ ہے!

افغانستان میں ایک اسلامی ریاست بنی، شرعی حدود پر جس کی بنیاد رکھی گئی ہماری سوچ یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ نے اُسے ختم کر دیا ہم یہ نہیں سوچتے کہ اللہ نے وہ نعمت ہم سے چھین لی کہ تم لوگ اس قابل نہیں ہو کہ تمہیں ایسی منصف عدالتیں اور اس طرح کا اسلامی نظام دیا جائے، تم اس قابل ہو کہ تم پر ظالم اور جابر حاکم مسلط کئے جائیں جو صبح شام تمہاری ٹھکائی کریں تمہیں بھوکا رکھیں اور خود عیش کریں جو تمہیں نیلام کریں بیچیں اور کھائیں۔ ہم اگر اپنا ہی حساب کریں تو ہم میں سے ہر پیدا ہونے والا بچہ بھی مقروض ہے۔ دنیا میں بعد میں آتا ہے اور اُسے رہن رکھ کر اُس پر پیسہ پہلے کھا لیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم جانتے ہیں ہماری حیثیت کیا ہے۔ ہمیں پتہ ہے کہ حکومت کے ایک معمول سے اہلکار کی حکم عدولی ہم نہیں کر سکتے اور کرنے پہ آتے ہیں تو محمد رسول اللہ ﷺ کی حکم عدولی کرتے ہیں اللہ رب العزت کی کرتے ہیں یہ تو اُسکا کرم ہے اُس کی عطا ہے کہ وہ پھر برداشت کئے جاتا ہے ہمیں روزی دیے جاتا ہے ہمیں فرصت دیے جاتا ہے۔ لیکن دن میں پانچ دفعہ اپنی طرف بلاتا ہے کہ بھئی بس کرو، چھوڑو، آ جاؤ، آج وقت ہے، آج وہ بلاتا ہے ہم نہیں جاتے کل وقت ہوگا ہم جانا چاہیں گے وہ آنے نہیں دے گا اور یہ جو بے شمار لوگ نماز ادا نہیں کرتے آپ یہ نہ سمجھیں کہ وہ بڑے دلیر ہیں نہیں کرتے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ سجدہ کرنے کی توفیق ہی نہیں دیتا راندہ درگاہ کر دیتا ہے اور اگر بات بڑھتی جائے تو پھر ایمان تک سلب ہو جاتا ہے اور لوگ ایک نیا فرقہ ایجاد کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں ہر گھر میں اب پانچ فرد ہیں تو پانچ افراد کا الگ الگ فرقہ ہے۔ یہ اتنی فرقہ بندی کہاں سے آ گئی؟ یہ ساری کٹی ہوئی پتنگیں ہیں۔ جب ایمان سلب ہو جاتا ہے تو پھر جس فرقے میں اُس کا جی چاہے چلا جائے تو اللہ کو اُس کی کیا پرواہ ہے کہ کفر کے کس خانے میں جاتا ہے کیونکہ اسلام کا راستہ تو ایک ہی ہے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا راستہ اور اُس سے جہاں بھی کوئی باہر نکلے گا جس طرف بھی گمراہ ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے ایک خط کھینچا زمین پر پھر اُس میں سے بہت سے خطوط دائیں بائیں نکال دیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ جو راستہ ہے یہ اسلام ہے۔ اب جس سے جتنے خط دائیں نکل گئے بائیں نکل گئے اسلام سے نکل گئے آگے کہاں جاتے ہیں یہ اللہ کی مرضی۔

تو بڑی سادہ سی اور سیدھی سی بات ہے کہ کبھی بیٹھ کر سوچیے اندازہ کرنے کی کوشش کیجئے کہ وہ ہستی کتنی عظیم ہے جو اس ساری کائنات کو چلا رہی

ہے۔ پال رہی ہے ایک ایک لمحے میں کھربوں چیزین پیدا ہوتی ہیں اور اُس سے کئی گنا کھربوں فنا ہوتی ہیں یہ سارا نظام کس کے دست قدرت میں ہے ایک انسان کے ذاتی وجود کے رگ و پے میں اتنا نظام ہے جتنا پورا روئے زمین پر ہے پتہ نہیں کتنی قسم کے جراثیم ایک آدمی کے اندر ہیں' کتنے چھوٹے چھوٹے نقطے جوڑ کر اُس کا وجود بنایا گیا ہے' کتنے نقطے کس قسم کے ہیں اور کتنے کس قسم کے ہیں' کتنی قسموں کے ہیں' اندر کتنی مخلوق بستی ہے' لشکروں کے لشکر انسان کے وجود کے اندر آباد ہیں۔ آج تو سائنس کہتی ہے نا کہ فلاں جراثیم اس کے جسم میں گئے ہیں اُن کو مارنے کا کچھ کیا جائے' ٹیکہ لگایا جائے گولی دی جائے وہ مر گئے تو بخار ٹھیک ہو جائے گا صحت ٹھیک ہو جائے گی۔ چنانچہ اندر ایک اور جہان ہے جس میں کوئی اور مخلوق بستی ہے جس کا توازن بگڑے کمی بیشی ہو جائے اُس کی آبادی بڑھ جائے کم ہو جائے تو ہم بیمار ہو جاتے ہیں۔ اتنا باریک بین کون ہے جس نے اتنی تہہ در تہہ مخلوقات آباد کر رکھی ہے؟

اُس کی بارگاہ میں رابطے کا ایک ہی ذریعہ ہے فقط ایک محمد رسول اللہ ﷺ۔ وہ ہستی کتنی عظیم ہے! زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہ ہو جس میں بندہ اُس پر درود و سلام نہ بھیج رہا ہو اور پھر بھی زندگی کم پڑ جائے گی اور صلوٰۃ والسلام کا حق ادا نہ ہوگا اور وہاں صلوٰۃ والسلام بھیجنے کا بھی ایک ادب ہے۔ روضہ اطہر ﷺ کے ساتھ گلی تھی اب تک تھی۔ اب مسجد کی توسیع میں وہ گلیاں ختم ہو گئیں۔ گلی کے اُس پار ایک گھر تھا اُس میں ایک خاتون اپنی دیوار میں کیل ٹھونکنے لگی۔ کوئی چیز لٹکانی ہوگی' کچھ ضرورت ہوگی' ٹھک ٹھک کی آواز آئی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام المومنین انہوں نے فوراً پیغام بھیجا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ یہ تھے۔

لا توذوا رسول اللہ ﷺ کہ نبی کریم ﷺ کو پریشان نہ کرو' کیا ٹھک ٹھک کر رہی ہو۔ گلی کے اُس پار گھر تھا اُس نے کیل ٹھونکنا چاہی تو ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیغام بھیجا فوراً یہ ٹھک ٹھک بند کرو اس سے نبی کریم ﷺ کے آرام میں خلل آتا ہے' اتنی بڑی بارگاہ کے قریب اور اس طرح شور کر رہی ہو۔ میں نے آپ ﷺ کے اس معجزے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جب مسجد نبوی ﷺ کی توسیع ہو رہی تھی تو متعدد بار حاضری نصیب ہوئی۔ ایک بار نہیں کئی بار برسوں ہوتی رہی۔ انہوں نے جو ستون اُس میں کھڑے کئے ہیں اور اُن کی بنیادیں وہ بہت گہری لے گئے ہیں بعض کے مطابق ستر ستر فٹ تھیں۔ اب وہ ستر فٹ جو پلر کی بنیاد رکھی گئی اُس کے لئے انہوں نے مشینیں لگائیں ایک گٹر تھا وہ پورا ستر فٹ کا گٹر تھا اب یہ مسجد بیس فٹ بلند ہے وہ گٹر ستر فٹ تھا پھر اُس کے اوپر کئی من پچاس ساٹھ من وزنی وہ ایک لوہا تھا ہتھوڑا سا وہ مشین اُس گٹر کو زمین پہ رکھ کے پھر جب وہ مشین چلتی تو اس لوہے کو اوپر اٹھاتی اوپر سے چھوڑ دیتی وہ زور سے اُس پر لگتا اور ایک نہیں سینکڑوں مشینیں لگی ہوئی تھیں چونکہ بہت سے ستون بننے تھے ایک وقت میں لگی ہوئی تھیں اور مدینہ منورہ میں پورے شہر میں ہوٹلوں میں بازاروں میں جہاں بھی جاؤ ٹھکا ٹھک ٹھکا ٹھک اُن کی سنائی دے رہی تھی لیکن جیسے مسجد نبوی ﷺ کے در اقدس پہ پہنچتے دروازے سے اندر یاد ہی نہیں رہتا تھا کہ باہر مشینیں لگی ہوئی ہیں کوئی آواز نہیں تھی اور بے شمار دوستوں نے دیکھا ہوگا اور شاید کسی نے نوٹ کیا یا نہیں کہ سارا بے ہنگم شور مسجد نبوی ﷺ سے باہر تھا۔ آپ دروازے سے اندر ہوتے ہیں اللہ کریم نے اہتمام فرما دیا کہ شور اندر نہ جائے۔ اور اندر کوئی شور نہیں تھا بلکہ یاد نہیں رہتا تھا کہ باہر مشینیں لگی ہوئی ہیں۔ بارگاہ عالی میں ہماری عادت تھی جس طرف پائے مبارک ہیں اُس طرف ہم جا کر بیٹھ جاتے اور جو جتنا وقت اللہ نے نصیب میں لکھا ہوتا بیٹھے رہتے۔ نماز پڑھ کے آ جاتے تو جیسے باہر نکلتے تو یاد آ جاتا کہ ایک عالم ہی اور ہے اور ٹھکا ٹھک ٹھکا ٹھک مشینیں لگی ہوئی ہیں لیکن مسجد کے دروازے کے اندر نہیں۔ جس قادر مطلق نے اُس شور کو روک رکھا تھا وہ یہ شور جو آپ سپیکروں پہ کرتے ہیں ایسے جانے دے گا!

سب سے بڑی اور پہلی بات احترام نبوت ﷺ ہے آپ ﷺ کے مقام ومرتبے کے مطابق۔ پڑھو الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ مزے لے لے کر پڑھو اپنے دل میں، بیٹھ کے پڑھو ادب واحترام سے پڑھو۔ تمہاری آواز کی بلندی سے تو وہ نہیں سنیں گے انہیں اللہ نے جو طاقت دی ہے اُس سے سنیں گے۔ اللہ وہاں تک بات پہنچائے گا اللہ نے ایسے فرشتے مقرر کر دیے ہیں کہ جہاں کوئی درود پڑھتا ہے وہ لے لیتے ہیں اُسے جنت کے خوبصورت ریشمی لفافوں میں غلافوں میں اور خوبصورت ٹرے میں رکھ کر باادب جا کر پیش کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ فلاں جگہ سے فلاں نام کے بندے نے فلاں کے بیٹے نے پیش کیا ہے اور بزرگ کہا کرتے تھے کہ درود اس طرح پڑھو کہ ایک فرشتہ لے کر نکلے پیچھے دوسرا پیچھے تیسرا تا کہ تم تک اور روضہ اطہر ﷺ تک ایک قطار بن جائے پڑھو بھئی! درود سے کون منع کرتا ہے درود پڑھنا تو فرض ہے اور ہر مرض کا علاج ہے۔

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے وقت رکھا ہے کہ دن کا اتنا وقت جو ہے میں نے مختص کر لیا ہے کہ یہ صرف میں وظائف پڑھوں گا اور اُس میں میں ایک چوتھائی درود شریف پڑھتا ہوں اور باقی تین حصے اُس وقت کے جو ہیں اُس میں یہ پڑھتا ہوں یہ پڑھتا ہوں، یہ وظیفہ پڑھتا ہوں، یہ پڑھتا ہوں' آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اگر درود بڑھا لو تو اچھا ہے''۔ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ پھر آدھا وقت درود شریف پڑھوں گا اور آدھا وقت دوسرے وظائف پڑھوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اور بڑھا لو تو اچھا ہے'' یا رسول اللہ ﷺ پھر وقت کے چار حصے کرتا ہوں تین حصے درود شریف پڑھوں گا۔ ایک حصہ دوسرے وظیفے پڑھوں گا۔ فرمایا ''اور بڑھا لو تو اچھا ہے''۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں صرف درود شریف ہی پڑھتا رہوں۔ فرمایا اگر ایسا کرو گے تو دنیا اور آخرت کی ہر مصیبت سے نجات پا جاؤ گے'' کوئی دنیا کا کام اور کوئی آخرت کا کام ایسا نہیں ہے جو سدھر نہ جائے' درود شریف تو ایسا وظیفہ ہے اور مجھ سے جب کوئی خط لکھ کر پوچھے یا زبانی پوچھے۔ ذکر اور نماز اور فرائض کے علاوہ کیا کروں؟ میں کہتا ہوں '' درود شریف پڑھا کر''۔ چونکہ اس سے بڑا کوئی وظیفہ ہے ہی نہیں۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے آتے جاتے ہر وقت درود پڑھتے رہو۔ رحمت الٰہی سے ایک رابطہ رہے گا' ہر مصیبت سے تحفظ رہے گا' قبر کے اندھیروں میں روشنی ہوگی' منکر نکیر کے سوالوں میں ہمت پیدا ہوگی جواب دینے کی' دوزخ سے بچائے گا اور جنت کا راستہ دکھائے گا۔ دنیا میں دنیوی مصیبتوں سے ڈھال ہے' گھروں میں برکت ہوگی' کاروبار میں برکت ہوگی' خاندان میں برکت ہوگی' اصلاح ہوگی' لیکن اُس ادب سے اُس یقین سے اور اُس لذت سے پڑھو جو درود کا خاصہ ہے۔

تو میرے بھائی! یہ بدامنیاں یہ دہشت گردیاں یہ اللہ کا عذاب ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی وجہ سے ہیں اس کا سبب دور کرو۔ حضور ﷺ کی اطاعت اختیار کر لو تو اللہ قادر ہے کہ سارے جہان کو آتش نمرود جلاتی رہے اور درمیان میں ابراہیم علیہ السلام کو کھلاتی رہے اور وہ محفوظ رہیں۔ وہ قادر ہے اگر سارا جہان بھی بدامنی کی لپیٹ میں آ جائے تو جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا اطاعت گزار ہے اُس کے دل میں سکون ہی سکون ہوگا اُسے بدامنی متاثر نہیں کرے گی جس طرح آتش نمرود میں ابراہیم علیہ السلام کے لئے تحفظ فراہم فرما دیا۔ تو کم از کم اپنے تحفظ کے لئے اپنی پناہ کے لئے تو وہ بارگاہ اختیار کر لی جائے۔

اللہ کریم ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمائے اور ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم آپ ﷺ کی اطاعت کا حق ادا کر سکیں۔

و آخر دعونا ان الحمدللّٰہ رب العلمین

..........☆☆☆☆☆..........

شیخ المکرمؒ امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ کے فی البدیہہ خطبات پر مشتمل زیر طبع تفسیر قرآن حکیم

''اکرم التفاسیر''

سے اقتباس..........

خطاب امیر محمد اکرم اعوان' دار العرفان منارہ 25-2-2005

الحمد للّٰہ رب العٰلمین○

والصلوۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ محمد والہٖ واصحابہٖ اجمعین

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

یایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقونَ○

الذی جعل لکم الارض فراشاً والسماء بناء وانزل من السماء ماءً فاخرج بہٖ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للّٰہ انداداً وانتم تعلمون○

اللھم سبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علیٰ حبیبک من ذانت بہ العُصُروا

اے لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا تم سے پہلوں کو پیدا کیا اور اس لئے اُس کی عبادت کرو کہ تمہارا اُس کے ساتھ ایک ایسا رشتہ قائم ہو جائے کہ تم اُس کی ناراضگی سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنے لگو' تمہیں تقویٰ نصیب ہو جائے۔ تمہارا وہ پروردگار جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنا دیا اور آسمان کو چھت اور اُس نے تم پر آسمان سے پانی برسایا اور اُس پانی کی بدولت' اُس کے ذریعے سے بہترین پھل پیدا فرما کر تمہاری غذا کا اہتمام فرمایا۔ لہذا اُس کے مقابلے میں اُس جیسا کسی کو مت مانو اور یہ ایسی بات ہے کہ تم خود بھی جانتے ہو۔ یعنی ہر انسان خود بھی یہ بات جانتا ہے کہ کوئی دوسرا ایسا نہیں جو زمین کو پیدا کرے آسمان کو پیدا کرے' کوئی دوسرا ایسا نہیں جو بارشیں برسائے اور اُس سے طرح طرح کے پھل اور کھیتیاں پیدا فرمائے یہ اُسی وحدہٗ لاشریک کی عطا ہے۔

ایک بڑی عجیب بات ہے کہ بعض اوقات تو انسان ایسا بدنصیب ہوتا ہے کہ اُسے عبادت کی توفیق نہیں ہوتی۔ ایک اور انسان ہوتا ہے جسے عبادت میں شغف تو ہوتا ہے لیکن وہ کچھ عجیب طرح سے اپنے

ٹوٹے پھوٹے سجدوں پہ یا اپنے اذکار و وظائف پہ فخر کرنے لگتا ہے' وہ سمجھتا ہے کہ میں بہت بڑا کام کر رہا ہوں اور میرا ثواب بہت حساب اللہ کے ذمے نکلتا ہے' اس گھمنڈ میں آ جاتا ہے کہ میں بہت نیک ہوں میں بہت پارسا ہوں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ عبادت کا مفہوم کیا ہے؟ چونکہ ہم عبادت صرف فرائض' سنت اور نوافل کو نماز روزے کو نفلی عبادات کو یا حج و صدقات کو فرض ہوں یا نفل ہوں اُسی کو عبادت سمجھتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ عبادت کا مفہوم بہت وسیع ہے اور جو بھی کام اللہ کریم کی اطاعت کا کیا جائے' اُس کی رضا کے لئے خلوص سے کیا جائے ہر وہ کام عبادت ہے۔ روزی جائز طریقے سے کمانا عبادت ہے' بال بچوں کو حلال روزی کھلانا عبادت ہے' اپنے رہنے کے لئے گھر بنانا جائز وسائل سے عبادت ہے' زندگی کا ہر وہ کام جو حدود شرعی کے اندر کیا جائے اور اس نیت سے کیا جائے کہ اللہ کریم اس پر راضی ہوں وہ عبادت ہے اور عبادات پر جو سب سے بڑی نعمت نصیب ہوتی ہے وہ تقویٰ ہے۔ لعلکم تتقون. تقویٰ ایک ایسا رشتہ ہے کہ بندے کا اللہ کریم سے ایسا تعلق پیدا ہو جائے' ایسا احساس اُس کے دل میں پیدا ہو جائے کہ میرا پروردگار ہر آن ہر وقت میرے ساتھ ہے' میری ہر حرکت کو دیکھتا ہے' میری ہر بات کو سنتا ہے اور ہر لمحے میری دستگیری فرماتا ہے' ہر دکھ میں میری مدد فرماتا ہے' ہر سکھ مجھے وہی عطا فرماتا ہے اور اُس کی نافرمانی سے اُس کی ناراضگی سے ڈر لگنے لگے۔

جہاں تک عبادات کی اُجرت کا تعلق ہے جس پہ آدمی کو بڑا گھمنڈ ہو جاتا ہے کہ میں نے اتنی نفلیں پڑھیں اتنی نمازیں پڑھیں' اتنے روزے رکھے میں بہت پارسا ہوں تو فرمایا عبادات کی مزدوری تم پہلے لے چکے ہو۔ وہ تمہیں اتنا عطا کر چکا ہے کہ اگر تمہیں ہزاروں برس بھی زندگی نصیب ہو اور ہر پل عبادت میں گزار دو تو اس نے جو کچھ عطا کیا ہے ہم اُس کا صرف شکر تک ادا نہیں کر سکتے۔ اور پھر عبادت کی توفیق بھی اُس کی عطا ہے' اُس کا احسان ہے کہ اُس نے تمہیں یہ توفیق بخشی کہ تم اُس کی عبادت کرتے ہو۔ تو بخشش عبادات پہ نہیں کہ ہم نے نمازیں بہت پڑھیں تو ہماری بخشش یقینی ہوگئی۔ بخشش اُس کے کرم پر ہے اور اُس نے اعلان فرما دیا کہ اگر کسی کا خاتمہ کفر و شرک پر ہوگا تو اُس کی بخشش قطعی نہیں ہوگی لیکن ایمان پر جو بھی مرتا ہے وہ قادر ہے کہ اُسے سزائیں معاف کر دے اور بخش دے اُس کی اپنی مرضی کہ کس کو کتنا دیتا ہے سارے گناہ معاف کر دے تو کوئی اُس کی رحمت کو روک نہیں سکتا' اور انسان کسی بھی حال میں اس بات پہ فخر نہیں کر سکتا کہ میں نے بہت عبادتیں کیں' میں نے بہت محنتیں کیں لہٰذا میرا بہت کچھ اللہ کی طرف نکلتا ہے بلکہ اللہ کریم کے احسانات پہلے سے اُس پر اتنے ہیں کہ شمار نہیں۔ الذی خلقکم. وہ تو وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا' جس نے تمہیں عقل دی شعور دیا' جس نے تمہیں احساس دیا' جس نے تمہیں دست و بازو دیئے' جس نے تمہاری غذا کا اہتمام فرمایا' جس نے تمہیں زندگی جیسی نعمت دی اور جس نے تمہیں توفیق عبادت دی' یہ سب کچھ تو اللہ کریم سے آپ پہلے لے چکے انسان کو جو نعمتیں عطا کی گئی ہیں ایک ایک نعمت کا بدل نہیں ہو سکتا۔ اگر اُسے ہزاروں برس بھی عمر ملے اور ہر پل عبادت میں گزار دے تو کسی ایک نعمت کا شکر ادا کرنے سے بھی قاصر رہ جاتا ہے۔ نظر کی نعمت عطا فرمائی' سننے کی قوت عطا فرمائی اور ایسا عجیب و غریب نظام عطا فرمایا' فضائیں تمہارے لئے مسخر کر دیں' کائنات کو تمہاری خدمت پہ مامور کر دیا۔ وخلق لکم ما فی الارض جمیعاً. روئے زمین پر بے شمار

نعمتیں تمہارے لئے بکھیر دیں۔ تم جو کھاتے ہو' جو پیتے ہو' جو استعمال کرتے ہو' جس پہ سواری کرتے ہو' جہاں سانس لیتے ہو جو ہوا استعمال کرتے ہو' جو روشنی تم تک پہنچتی ہے' کس کس نعمت کو گنو گے۔ انسانی وجود کی ایسی عجیب مشینری ہے کہ یہ ساری چیزیں اسے بیک وقت چاہئیں اور جب تک زندہ ہے تب تک چاہئیں کسی ایک دن کے لئے نہیں اور وہ ایسا کریم ہے کہ ہر ایک کو اُس کا حصہ ہر جگہ پہنچا رہا ہے۔ تو اُس کے پہلے سے انسان پر اتنے احسانات ہیں کہ جتنی بھی عبادتیں کرتا چلا جائے تو وہ اُس کا شکر بھی ادا کرنے سے قاصر رہ جاتا ہے چونکہ اُس کی عطا بے حساب ہے اور عبادت کرنے کی توفیق بھی تو اُسی کی عطا ہے۔ حاصل عبادت کا یہ ہوتا ہے کہ اللہ کریم کی پہچان اور معرفت نصیب ہو جاتی ہے' اُس کے احسانات کا احساس پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے اور اُس کے ساتھ محبت اور قرب کا ایک تعلق بننے لگتا ہے کہ میرا رب کتنا کریم ہے اور اُس نے میرے لئے کتنا اہتمام فرمایا۔ ایک ایک فرد کے لئے سورج کی روشنی بکھیرتا ہے' ایک ایک فرد کے لئے چاند کی چاندنی نچھاور کرتا ہے' ایک ایک فرد کے لئے بارشیں برستا ہے اور بے حساب و بے پناہ رزق عطا فرماتا ہے۔ ہم اگر ایک دن کا بھی اندازہ کریں کہ صرف نوع انسانی کتنا رزق کھاتی ہے' کتنا پانی پیتی ہے' کتنی ہوا استعمال کرتی ہے' کتنی روشنی استعمال کرتی ہے تو ہم اندازہ نہیں کر سکتے! یہ بے پناہ مخلوق جانور چرند پرند سارے انسان کی خدمت کے لئے پیدا فرما دیئے۔ کسی پر سواری کرتے ہو کسی کا گوشت کھاتے ہو کسی کی کھال استعمال کرتے ہو۔ یہ اللہ کی مخلوق کتنا رزق روزانہ کھاتی ہے' خدمت انسان کی کرتی ہے' ان سب کو تمہاری خاطر پال رہا ہے تو انسان اگر ان چیزوں کا تجزیہ کرنے بیٹھے' کون ہے جس نے آسمان جیسی چھت تمہیں مہیا فرما دی جس کے نیچے نہ کوئی دیوار ہے نہ کوئی ستون ہے' نہ کبھی اس کے گرنے کا اندیشہ ہے نہ اُس کے پھٹنے کا کوئی ڈر ہے' پھر ایسا قادر ہے کہ آسمان کی بلندیوں سے بارش برساتا ہے اور ہر طرف ہریالی پھیلا دیتا ہے اور ہر طرف پھلوں اور پھولوں کے گلشن سجا دیتا ہے اور اُس سے کون فائدہ اٹھاتا ہے' کس کی خاطر ہے یہ سارا اہتمام! اگر جانور کھاتے ہیں' پرندے کھاتے ہیں' سمندر کے جانور کھاتے ہیں تو ان سب کو کس کی خاطر پیدا فرما دیا یہ سارے انسان کے کام آتے ہیں اور انسان کے لئے سب کو پالا جا رہا ہے' سب اس پر نچھاور ہوتے ہیں' اس کی خدمت کے لئے ہیں تو فرمایا لوگو! عبادت کرو اپنے پروردگار کی وہ رب ہے تمہارا تمہاری تخلیق سے لیکر ابدلآباد تمہاری ہر ضرورت ہر ہر لمحہ پوری فرما رہا ہے اُس نے تمہیں پیدا فرمایا تم سے پہلے جتنے تمہارے آباؤ اجداد گزرے ہیں اُن کا خالق وہی ہے اور اُسی کا قرب تلاش کرو' زندگی کی معراج یہی ہے۔

حدیث قدسی ہے کنت کنزاً مخفی فاحببتُ ان اعرفُ مخلقت الخلق ० کہ میں ایک ایسی شان رکھتا تھا جیسے کوئی پوشیدہ خزانہ ہو' میری مخلوق میں سے کسی کو جرات نہیں تھی کہ وہ میرے جمال جہاں آرا کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا' میری مخلوق میرے حکم کی تابع تھی۔ میری ذات میری عظمت میری شان اور میری ذات سے تعلق استوار کرنے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ فاحببت ان اعرف . پھر میری ذات کو یہ بات پسند آئی کہ کوئی تو میرا جاننے والا بھی ہونا چاہئے اس ساری مخلوق میں کوئی تو ایسا ہو جس کا تعلق ہو میرے ساتھ محبت کا الفت کا' جو میرے لئے تڑپے جو میرے لئے بے قرار ہو' جو میرے جمال کا منتظر ہو' جو میرے قرب کا متقاضی ہو' جو مجھے دیکھنا چاہے جو مجھ سے بات کرنا چاہئے' جو میرے ہجر میں تڑپے' جو میرے وصال کے لئے بے قرار ہو کوئی تو

ایسا بھی ہونا چاہئے تو اُس کے لئے میں نے اس مخلوق کو نوع انسانی کو بنا دیا ساری مخلوق میں بنی نوع انسان میں نبوت عطا فرمائی اور نبوت ہی وہ عظیم دروازہ ہے جس سے معرفت الٰہی کے سوتے پھوٹتے ہیں اور بندے کو یہ جرات نصیب ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے طفیل کہ وہ اللہ کا طالب بن جاتا ہے' وہ اللہ کا قرب چاہتا ہے' وہ اللہ کا وصال چاہتا ہے' وہ اُس کی دوری سے گھبراتا ہے' ایک ایسی بہترین مخلوق پیدا فرمائی جس کی خدمت میں ساری کائنات کو لگا دیا۔ جتنے ستارے یا سیارے آسمان کی وسعتوں میں تیرتے پھرتے ہیں اُن سب کا کچھ نہ کچھ اثر زمین پہ مرتب ہوتا ہے۔ کسی سے کھیتیاں اُگتی ہیں' کسی سے بارشیں برستی ہے' کسی کے اثرات سے پھل پکتے ہیں' کسی کے اثر سے اُن میں مٹھاس آتی ہے' وہ سارے روئے زمین پر مختلف چیزوں کے ہونے کا سبب بنتے ہیں اور سارا کچھ جو زمین پہ ہوتا ہے فرمایا و خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ۔ جو کچھ میں نے زمین میں تخلیق فرمایا وہ سب تمہاری خدمت کے لئے ہے اور تمہیں......

وما خلقتُ الجن والانس الا یعبدُون 'جنوں اور انسانوں کو میں نے اپنی اطاعت کے لئے اپنے قرب کے لئے اپنی محبت کے لئے پیدا فرمایا۔ ورنہ تو ساری مخلوق اُس کی اطاعت میں ہمہ وقت کمربستہ ہے لیکن وہ اطاعت محکم کی ہے اور انسان ایسی مخلوق ہے جو حاکم کا قرب چاہتا ہے اُس کی اطاعت اس لئے کرتا ہے کہ اُسے اُس ذات کا قرب نصیب ہو جائے وصال نصیب ہو اُسے دیکھے اُس سے بات کرے اُس سے اپنی طلب اپنے دکھ اپنی تڑپ اپنی محبت کا اظہار کرے۔

وہ ہستی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش کر دیا۔ کیسا عجیب فرش ہے کہ انسان جو کچھ کرتا ہے اُسے وہ سمو لیتا ہے۔ ہم بستیوں کی بستیاں جلا دیتے ہیں زمین اُسے ڈھانپ لیتی ہے' ہم بے شمار غلاظتیں پھیلاتے ہیں زمین اُس سب کو سمو لیتی ہے اس کے بدلے میں ہمیں بہترین اور خوبصورت رزق عطا کرتی ہے آج تک کے دنیا سے گزرنے والے لوگوں کو دیکھو اگر زمین اپنا سینہ فراخ کر کے نہ سماتی تو کسی کے لئے سانس تک لینا آج کے دور میں ممکن نہ ہوتا۔ سب کچھ سما لیتی ہے' اتنی نرم ہے کہ آپ اُسے سوئی سے کھودنا شروع کر دیں تو کھودتے چلے جائیں گے لیکن اتنی مضبوط ہے کہ سینکڑوں منزلہ عمارت اس کے سینے پہ کھڑی کر دو تو اٹھا کر کھڑی ہے' کوئی مر جائے تو اُسے قبول کر لیتی ہے جو زندہ ہے اُسے رزق دیتی ہے اور کتنی مخلوق ہے کہ زمین کا سینہ پھاڑ پھاڑ کر طرح طرح کی نعمتیں حاصل کر رہی ہے اور اپنے لئے رزق حاصل کر رہے ہیں اور کب سے کر رہے ہیں کب سے یہ کھیتیاں اُگ رہی ہیں' کب سے یہ پھل پک رہے ہیں' کب سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور دیئے جا رہی ہے' دیے جا رہی ہے دیے جا رہی ہے کوئی بات ختم ہونے میں نہیں آتی۔ کب سے چلی اب تک گھاس اُگنا ختم ہو گئی ہوتی' فصلیں ہونا ختم ہو گئی ہوتیں' پھل اُگنا ختم ہو گئے ہوتے۔ نہیں ہو رہے اُس کے اپنے خزانے ہیں اور تمہارے لئے اُس نے اتنی نعمتوں اور اتنے خزانوں کا منہ کھول دیا ہے کہ تم کبھی بھی اُس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے قابل نہیں ہو سکتے۔ دعوت فکر ہے صاحب خرد کو کہ کوئی بیٹھ کر سوچے تو سہی کہ اللہ کی کتنی نعمتیں ہیں جو وہ بے تحاشا استعمال کئے جا رہے ہیں اور کون منعم حقیقی ہے جو اُسے دیئے جا رہا ہے' دیئے جا رہا ہے' دیے جا رہا ہے' پھر وہ بارشیں برساتا ہے پھر تمہارے لئے نئے نئے پھل نئے نئے پودے نئی نئی غذا نئے نئے فصل نئی نئی چیزیں پیدا فرماتا ہے اور فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ سارا کام صرف وہ ایک ہستی انجام دے رہی ہے اب پھر تم

اُس کے شریک بنا لیتے ہو اور اُس کے برابر لوگوں کو اُس کے برابر دوسروں کو سمجھنے لگتے ہو۔ پھر فرمایا ایک اور بات یہ ساری باتیں تو اللہ کی کتاب بتا رہی ہے اللہ کے نبی ﷺ نے بتائیں اب اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ بھئی یہ کتاب تو نبی کریم ﷺ نے جوڑ لی ہے کچھ لوگوں کو بٹھا کر لکھوا لی یا کسی انسان کی بنائی ہوئی بات ہے تو جو کام ایک انسان کرتا ہے وہ دوسرا بھی کر سکتا ہے۔ ایسا ممکن نہیں ہے یہ کہ دنیا میں ایک کام ایک بندہ کر لیتا ہے اور پوری دنیا میں وہ کام کوئی دوسرا نہیں کر سکتا اگر ایک انسان کر سکتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ کام دوسرا بھی کر سکتا ہے اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ یہ جو باتیں یہ کتاب بتا رہی ہے یہ ایسے ہی نبی کریم ﷺ نے کسی سے لکھوا لی ہے یا بنا لی ہے۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا. ہم نے اپنے بندہ خاص پر نازل فرمائی۔

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دیگر

عبد تو سارے ہیں لیکن عبدنا میرا بندہ۔ تو میں نے اپنے مقرب اور خاص بندے پہ اتاری ہے اگر اس کتاب میں کسی کو شبہ ہو کہ یہ پتہ نہیں انسانوں کی لکھی ہوئی ہوگی تو فرمایا کتاب تو بہت بڑی ہے۔ فاتوا بسورۃ من مثلہ. تم اس جیسا عبارت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا لکھ کر لے آؤ۔ اور صرف تم اکیلے نہیں وادعوا شھداکم من دون اللّٰہ. اللہ کے سوا جتنے تمہارے حمایتی ہیں منکرین کے جو بھی تمہاری حمایت کرتا ہے اس میں کوئی بہت بڑا فلسفی ہے کوئی بہت بڑا ادیب ہے کوئی بہت بڑا دانش ور ہے کوئی بہت بڑا پڑھا لکھا ہے سب کو اکٹھا کر لو اور کوئی ایک چھوٹا سا ٹکڑا عبارت کا ایسا تم بھی لکھ لاؤ۔ جس میں یہ روانی بھی ہو، جس میں یہ حقائق بھی ہوں، جس میں یہ کیفیات بھی ہوں اور جو ظاہری اعتبار سے بھی اتنا ہی خوبصورت ہو اور جو اپنے اثرات کے اعتبار سے بھی اتنا ہی خوبصورت ہو! اور یہ چیلنج تب سے لیکر اپنے نزول سے لیکر آج تک قرآن کریم میں ویسا ہی موجود ہے۔ دنیا میں بڑے بڑے عربی دان اُسی زمانے میں بھی عرب بڑے بڑے فاضل بڑے بڑے ادیب تھے بلکہ عرب میں تو ادب کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے دوسری دنیا کو عجم کہا یعنی دوسرے لوگ تو بے زبان ہیں۔ زبان سے واقف تو اہل عرب ہی ہیں اور اسقدر زبان دانی تھی اگر چہ لکھنا پڑھنا کم جانتے تھے لیکن زبان سے اس طرح واقف تھے کہ بات بات پہ غلام اور کنیزیں بھی شعر کہہ دیتے تھے۔ آقا نے اگر حکم شعر کی صورت میں دے دیا تو غلام جواب شعر کی صورت میں دیتا تھا۔ آج تک وہ شعر جو ہیں وہ مثال ہیں اور ادب کا خزانہ ہیں تو فرمایا سارے ادیب سارے شاعر سارے دانشور جو بھی اللہ کے علاوہ تمہارا حمایتی ہے سب کو اکٹھا کر لو اور اس کے مقابلے کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا تو بنا کر لے آؤ۔ کیسی عجیب بات ہے کہ نہ اُس زمانے میں کوئی لکھ سکا اور آج تک جھوٹا دعویٰ بھی کوئی نہیں کر سکا کہ جو میں نے لکھا ہے یہ قرآن جیسا ہے۔ کیسی قدرت الٰہیہ ہے اور کتنا بڑا معجزہ ہے قرآن کریم کا۔ کم از کم میری نظر سے یہ بات نہیں گزری۔ میں نے کسی عالم سے کسی لکھنے والے سے کسی ادیب سے نہ کسی کتاب میں پڑھی ہے نہ کسی سے سُنی ہے کہ کسی نے دنیا میں غلط دعویٰ بھی کیا ہو کہ یہ جو جملے میں نے لکھے ہیں یہ ویسے ہی ہیں جیسا قرآن ہے۔ کسی کو جرات نہیں ہوئی۔ سو فرمایا۔

ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا. ہم نے اپنے بندہ خاص پر حضرت محمد ﷺ پر جو کتاب اُتاری ہے اگر اس میں تمہیں کوئی شک وشبہ ہو تو تم اپنے اُن تمام لوگوں کو جو اس کو اللہ کی کتاب نہیں مانتے پڑھے لکھے ہیں ادیب ہیں دانشور ہیں سب کو بھی

دعوت دو سب کو اکٹھا کر لو اور سارے مل کر اس جیسا کوئی ایک چھوٹا سا ٹکڑا تو لکھ لاؤ۔ پھر بڑے مزے کی بات یہ ہے کہ ارشاد ہوا کہ اگر تم سچے ہو تو یہ کر دکھاؤ' اگر یہ اللہ کا کلام نہیں ہے کسی مخلوق کا کلام ہے' انسان کا کلام ہے تو تم بھی انسان ہو تم اس جیسا لکھ لاؤ فرمایا۔

فان لم تفعلوا ۔ اگر تم ایسا نہ کر سکو' پھر ساتھ فیصلہ دے دیا۔ ولن تفعلوا ۔ اور تم کبھی ایسا نہیں کر سکتے ہو۔ اور یہ بات ذات باری ہی فرما سکتی ہے۔ کہ کوئی بھی انسان کیسا بھی ہو وہ اللہ کی قدرت کا مقابلہ نہیں کر سکتا' اللہ کے کلام کے مقابلے میں اُس کے کلام کی کوئی حیثیت نہیں' اُس جیسا کلام لکھ نہیں سکتا اور فیصلہ دے دیا۔ پہلے فرمایا اگر یہ کام نہ کر سکیں اور پھر فرمایا کہ تم قیامت تک بھی یہ کلام نہیں کر سکو گے کبھی بھی یہ نہیں کر سکو گے اور جب نہیں کر سکتے۔

فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ ۔ تو پھر اُس آگ سے ڈرتے رہو جس کا ایندھن انسانوں کو بننا ہے اور وہ ایسی تیز ایسی سخت آگ ہے کہ پتھر بھی جلنے لگ جائیں گے عرف عام میں دنیا میں تو ہے کہیں آگ لگ جائے تو اُس پر پتھر پھینک دو زیادہ تو اُسے بجھا دیتے ہیں۔ فرمایا دوزخ کی آگ کفر اور شرک کے طفیل جو نصیب ہوگی اللہ کے منکرین کا جو آخرت میں ٹھکانہ ہے اور دین کے مخالفین کا جو آخرت میں ٹھکانہ ہے اُس کی آگ ایسی سخت ہے کہ اُس میں پتھر ڈالو گے تو پتھر بھی جلنا شروع ہو جائیں گے اُس کا ایندھن ہیں پتھر بھی ۔ وہ دنیا کی آگ نہیں ہے کہ ایک جگہ آگ بھڑکی اُس پر آپ نے مٹی ڈال دی پتھر ڈال دیئے وہ بجھ گئی فرمایا پتھر اُس پہ ڈالتے جائیں تو اُس کا ایندھن ہی بنتے ہیں' وہ اتنی سخت ہے کہ جو چیز آئے گی اُسے جلاتی چلی جائے گی۔

اُعدت للکفرین O جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے انسانی زندگی کی حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں جو وقت انسان کو نصیب ہوا ہے یہ اُس کے امتحان کا اور آزمائش کا دور ہے اللہ کریم نے مہربانی فرمائی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام مبعوث فرمائے کتابیں نازل فرمائیں اور پھر آقا نامدار ﷺ نے انبیاء کے سلسلے کو مکمل فرما دیا اور ایک ایسا نبی مبعوث ہوا جس کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ قرآن کریم وہ آخری کتاب ہے آخری وحی الٰہی ہے جو نازل ہوئی اور زندگی کے ہر مسئلے کا جواب تا قیام قیامت اُس نے دے دیا کسی نئی کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اب نسل انسانی ہے اور اُس کے سامنے اللہ کا رسول ﷺ ہے اور اللہ کی کتاب ہے جس نے اللہ کے حبیب ﷺ پر ایمان اور یقین رکھا اور دامان نبوت سے وابستہ ہو گیا اور اللہ کی کتاب کو اللہ کی کتاب مان کر اپنی زندگی کو اُس سانچے میں ڈھال لیا وہ اس دنیا سے کامیاب ہوا۔

موت زندگی کا خاتمہ نہیں ہے بلکہ حقیقی زندگی کی ابتدا ہے یعنی عرصہ آزمائش ختم ہو گیا۔ اب موت نے اُس کا عمل منقطع کر دیا اُسے عمل کی ضرورت نہیں ہے اب جو کچھ دنیا میں اُس نے کمایا اُس کے نتائج اُسے نصیب ہوں گے برزخ ایک انتظار گاہ ہے جہاں وہ قیام قیامت کا انتظار کرتا ہے اور برزخ میں بھی ہر ایک اپنی حیثیت کے مطابق رہتا ہے آپ دنیا میں دیکھتے ہیں ایک نظام ہے ایک آدمی پہ الزام لگتا ہے اور اُسے حوالات دے دیتے ہیں تو حوالات بھی ایک جیل ہی کا نمونہ ہے لیکن حوالاتی مختلف ہوتے ہیں الزام مختلف ہوتے ہیں افراد کی حیثیت مختلف ہوتی ہیں اور اُس مختلف انداز سے رکھے جاتے ہیں پھر قید ہو جاتی ہے یا سزا ہو جاتی ہے تو جیل چلے جاتے ہیں اسی طرح برزخ انتظار گاہ ہے قیام قیامت تک کے لئے لیکن برزخ میں بھی ہر رہنے والا اپنی حیثیت کے مطابق رہتا ہے اگر نجات یافتہ ہے تو اُسے وہاں عزت و آرام نصیب ہوتا ہے اور اگر کوئی بلند درجات والا ہے تو اُسے مزید

آسانیاں اور مزید رحمتیں اور مزید لطف الٰہی نصیب ہوتا ہے اور بدنصیب ہے دنیا سے اگر ایمان ضائع کر کے اور کفر کی حالت میں شرک کی حالت میں مر گیا تو برزخ میں بھی وہ ایک حوالاتی یا ایک قیدی بن جاتا ہے پھر وہ جس درجے کا کافر ہے جس درجے کا مشرک ہے جس درجے کا گنہگار ہے اُس طرح کی اُسی کی رہائش برزخ میں بھی ہوتی ہے جسے اب عذاب وثواب قبر کہا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا القبر روضتہ من ریاض الجنتہ او حضرۃ من حضر النیران کہ ہر قبر یا جنت کے باغوں میں سے باغ ہوتی ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا قبر میں جانے والا اگر جنتی ہے تو قبر میں بھی اسے راحتیں نصیب ہوتی ہیں احترام نصیب ہوتا ہے زندگی کی ابتدا ہے پھر سب قبروں کو بھی کھولا جائے گا' حشر قائم ہوگا' قیامت قائم ہوگی' سارے لوگ حاضر ہوں گے ہر ایک کا فرداً فرداً حساب ہوگا اللہ کی طرف سے فیصلہ صادر ہوگا۔ جو کامیاب ہیں اللہ کی جنت اُن کی جائے رہائش ہے اور قرب الٰہی اُن کا اجر ہے اور وصال الٰہی اُن کا بدلہ ہے۔ دیدار الٰہی اُن کو نصیب ہوگا اللہ سے ہم کلام ہونا اور ہم سخن ہونا اُن کی قسمت میں ہوگا اور جو بدنصیب کفر وشرک کی نذر ہو گئے اور زندگی ضائع کر گئے برزخ میں بھی تکلیفیں اٹھائیں گے۔ میدان حشر میں بھی رسوا ہوں گے اور اُس کے مقابلے میں اللہ نے جہنم بنا دیا ہے جس میں انہیں جھونک دیا جائے گا اور اسی کے بعد موت نہیں ہے زندگی ابدی ہے۔ کفر وشرک پر مرنے والے کو بھی پھر موت نہیں آئے گی پھر اُسے ہمیشہ ہمیشہ اُسی دوزخ میں رہنا ہوگا جہاں وہ جلتا بھی رہے گا زندہ بھی رہے گا اور اہل جنت کے لئے بھی پھر موت نہیں ہے وہ اللہ کے قرب کی نعمتیں اور اللہ کے وصال کی لذتیں حاصل کریں گے۔ تو حقیقی زندگی وہ ہے جب آدمی واپس اپنے گھر پہنچے گا سو اُس کے لئے ارشاد فرمایا جا رہا ہے وبشر الذین امنوا وعلموا الصلحت ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھرُ O

جہنم کافروں کے لئے بھڑکایا گیا ہے اور جنہیں ایمان اور عمل صالح نصیب ہوتا ہے قرآن حکیم کا یہ عجیب انداز ہے کہ جہاں بھی ایمان کا ذکر آتا ہے ساتھ عمل صالح کی بات آجاتی ہے۔ عمل صالح کسے کہتے ہیں اور عمل میں صلاحیت کسی بات سے پیدا ہوتی ہے؟ زندگی میں ہم اپنے گرد بے شمار لوگوں کو دیکھتے ہیں اُن کی آرا مختلف ہوتی ہیں ایک شخص ایک کام کو بُرا خیال کرتا ہے جبکہ دوسرا اُس پر فخر کر رہا ہوتا ہے! ہم کہتے ہیں کہ مغرب میں بے حیائی بہت ہے مغرب والے کہتے ہیں کہ تم بڑے پسماندہ لوگ ہو ہم ترقی یافتہ لوگ ہیں وہ اُسے بے حیائی نہیں اُسے اپنی تہذیب سمجھتے ہیں اُس پہ فخر کرتے ہیں۔ لوگوں کی رائے کا اختلاف ہے ایک آدمی کہتا ہے کہ چوری بہت بُرا کام ہے اور چور کہتا ہے کہ میں صاحب کمال ہوں میں چیز لے جاتا ہوں کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی وہ اُس پہ فخر کر رہا ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ قتل وغارت گری بُرا کام ہے کتنے قاتل ایسے ہیں جو قتل کرنے پہ فخر کرتے ہیں۔ لوگوں کی رائے ایک کام میں مختلف ہوتی ہے تو کیسے پتہ چلے کہ یہ کام صالح ہے؟ عمل صالح کیسے پتہ چلے؟ اس کا معیار ہے' اللہ کا رسول ﷺ۔

جو کام آپ ﷺ نے کیا وہ صالح ہے' جو کرنے کا حکم دیا وہ صالح ہے' جسے حضور اکرم ﷺ نے پسند فرمایا وہ صالح ہے' جو کام حضور ﷺ کے اتباع کے دائرے کے اندر آتا ہے ہر وہ کام صالح ہے اور ہر وہ کام جو اتباع رسالت ﷺ سے خارج ہے اور باہر ہے وہ غیر صالح ہے اور ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ..........

وبشر الذین امنوا۔ بشارت دیجئے خوشخبری دیجئے ان لوگوں کو جو

ایمان لائے ۔ وعملوا الصلحت. اورانہوں نے اپنے اعمال کی اصلاح کر لی اور عمل صالح اختیار کر لیا اُن کے لئے اللہ نے جنت تیار کی ہے باغات تیار کئے ہیں ۔ تجری من تحتھا الانھر. وہ ایسی جنت ہے اللہ کی دنیا کے باغ ہوتے ہیں یہ نہروں کے تابع ہیں پانی کے تابع ہیں ۔ جہاں پانی پہنچ سکتا ہو وہاں باغ لگایا جاتا ہے جہاں پانی نہیں پہنچ سکتا وہاں باغ نہیں لگتا لیکن فرمایا اللہ کے وہ باغ ایسے ہیں کہ پانی اُن کے تابع ہے ۔ جہاں وہ باغ اُگا دیتا ہے وہاں پانی کو پہنچنا پڑتا ہے ۔ تجری من تحتھا الانھر ۔ نہریں اُن کے تابع بہتی ہیں ۔ یعنی ایسی قدرت الٰہیہ ہے جنت ایسی جگہ ہے کہ جہاں باغ لگا دیا جاتا ہے پانی کو وہاں پہنچنا پڑتا ہے اور دنیا میں جہاں پانی پہنچتا ہے وہاں باغ لگ سکتا ہے ۔ دنیا کے باغ نہروں کے تابع ہیں اور جنت کی نہریں باغوں کے تابع ہیں ۔ یعنی ایسی خوبصورت جگہ ہے جس کا انسان تصور نہیں کر سکتا ۔

کلما رزقوا منھا من ثمرۃ رزقاً. جب انہیں جنت کے باغوں میں سے پھل کھلائے جائیں گے بہشتوں کے اور جنت کے جب پھل انہیں دیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے ۔ ھذا الذی رزقنا من قبلُ. بھئی یہ تو ہمیں پہلے بھی ملا کرتا تھا یہ آم ہے تو آم تو وہاں بھی ہمیں اللہ نے عطا کئے تھے خربوزہ تو ہم وہاں بھی کھاتے تھے لیکن اُس کا پتہ وہاں چلے گا کہ وہ نام کا تو آم ہے لیکن اُس کی لذت اُس کی شرینی اور اُس کی کیفیت کا درجہ کیا ہے ۔

واتو بہ متشابھاً. انہیں ایسے ہی پھل عطا کئے جائیں گے جن سے وہ واقف ہیں وہ سمجھیں گے کہ یہ پہلی ہی قسم کا ہے ۔ ایک اور عجیب بات جس کا حدیث شریف میں ذکر ملتا ہے جس کا مفہوم کچھ اس طرح سے ہے کہ جنت کا ایک پھل عطا ہوتا ہے ایک درخت سے ایک پھل آدمی نے لیا ۔ اب اُس نے کھا لیا بہت لذیذ تھا اُسی درخت سے وہی پھل دوسری دفعہ اُس کی خدمت میں پیش کیا گیا تو وہ کہے گا بھئی یہ تو وہی پھل ہے جو میں ابھی کھا چکا ہوں ۔ لیکن جب دوسرا کھائے گا تو اُس کی لذت پہلے سے کئی گنا زیادہ مختلف ہو گی ۔ اگر تیسرا پھل اُسی درخت سے توڑے گا تو وہ دوسرے سے زیادہ لذیذ ہو گا ۔ صورتاً متشابہہ ہوں گے لیکن اپنی لذت اپنی فرحت کے حساب سے بڑھوتری ہوتی چلی جائے گی ۔

ولھم فیھا ازواج مطھرۃ. اور بہشت میں اُن کے لئے بیبیاں ہوں گی پاک اور صاف ھُم فیھا خلدُونَ اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے ۔ ولُھم فیھا ازواج مطھرۃ ۔ اُن کے لئے وہاں بیبیاں پاک اور صاف محبت کرنے والی پیار کرنے والی، خدمت کرنے والی ہر طرح سے خوش رکھنے والی ہوں گی اور اس میں ضروری نہیں ہے کہ ایک مخلوق جو اللہ نے پیدا فرمائی جو جنت ہی میں پیدا فرمائی جسے حُور کہا جاتا ہے وہ بھی اللہ اپنے بندوں کو عطا کرے گا لیکن ایک بات کہ جو خواتین دنیا میں پیدا ہوئیں نسل انسانی سے پیدا ہوئیں اور پھر جنہیں ایمان نصیب ہوا اللہ کے ساتھ اللہ کے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ پھر جو مکلّف ٹھہریں شریعت اسلامیہ کی ۔ جنہوں نے زندگی ایمان اور عمل صالح کے ساتھ گزاری انہیں بھی اللہ آخرت میں وہ حسن عطا کرے گا کہ چاند اور سورج اُن کے حُسن کے سامنے شرما جائیں ۔ اُن کے دلوں کو اُس محبت اور اُس کیفیت سے بھر دے گا کہ جس سے کوئی کسی قسم کی بے لطفی پیدا نہ ہو اور جو عورتیں دنیا میں شرعی مکلّف ہیں اُن کے درجات کو وہ مخلوق نہیں پہنچ سکتی جو جنت میں ہی پیدا کی گئی ۔ سب سے اعلیٰ درجات اُن خواتین کے ہوں گے جو دنیا میں نسل انسانی سے آئیں ۔ جنت کی مخلوق جو حوریں ہوں گی وہ خادمائیں ہوں گی مومنین کی بھی مومن مردوں کی بھی مومن عورتوں کی بھی ۔ اُن کی

حیثیت اُن خواتین کے برابر نہیں ہو سکتی جو دنیا میں مکلف تھیں لاکھوں کروڑوں حوریں ہوں امہات المومنین اور ازواج مطہرات کے نقش کف پا سے بھی نہیں مل سکتیں۔ جنہیں محمد رسول اللہ ﷺ کا دامن دنیا میں نصیب ہوا اور جو مکلف شرعی ٹھہریں اُن کے نقش کف پا سے مل سکتی ہیں اُن کی گرد پا کے برابر بھی نہیں۔ سو جنت کی حوریں خادم ہوں گی اور وہ خادمائیں ہوں گی مومنین کی بھی مومنات کی بھی۔ اصل مقام و مرتبہ انہی خواتین کو نصیب ہوگا جو دنیا میں پیدا ہوئیں۔ نسل انسانی سے پیدا ہوئیں۔ جنہوں نے دامان محمد رسول اللہ ﷺ کو تھاما جنہوں نے دنیا میں اللہ کی عبادت کی جنہوں نے دنیا میں اپنی زندگی کو شریعت کے مطابق ڈھالا اگر بتقاضائے انسانی دنیا میں اُن میں کسی کے مزاج میں سختی ہے یا کسی کی مزاج میں کچھ اور ایسی بات ہے کہ بدمزدگی بھی پیدا ہو جاتی ہے تو اللہ کریم فرماتے ہیں کہ وہاں وہ بات نہیں ہوگی ہر ایک کو جوانی عطا ہوگی ہر ایک کو وہ حسن عطا ہوگا کہ چاند اور سورج بھی اُسے دیکھ کر شرما جائیں۔ مومنین کو بھی عطا ہوگا۔ جنت میں نہ کوئی بچہ ہوگا نہ کوئی بوڑھا ہوگا سب کو جوانی اور ہمیشہ کی جوانی عطا ہوگی۔ اسی طرح خواتین کو بھی جوانی عطا ہوگی حسن صورت بھی عطا ہوگا' حسن سیرت بھی عطا ہوگا' تو یہاں لھم فیھا ازواج مطھرۃ سے صرف یہ مراد نہیں کہ جنت کی حوریں انہیں عطا ہوں گی بلکہ ازواج مطہرات عطا ہوں گی۔ دنیا کی بیبیاں جنت کی مخلوق سے افضل ہوں گی اور جنت کی مخلوق جو عطا ہوگی۔ خادماؤں کی حیثیت سے عطا ہوگی اُن کے بارے بھی نبی کریم ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ جنت کی اگر ایک حور آسمان سے ایک ہتھیلی اس طرح ظاہر کر دے تو سورج کی روشنی ماند پڑ جائے۔ اگر خادماؤں کا یہ عالم ہوگا تو دنیا کی وہ خواتین جنہیں جنت نصیب ہوگی اُن کے حُسن کا کیا عالم ہوگا۔ یہ اُن سے تو بہت افضل بہت بڑھ کر ہوں گی۔ یہ وہ ہوں گی جنہوں نے زندگی دامان محمد رسول اللہ ﷺ سے پیوست ہو کر گزار دی۔ جنہوں نے دکھ سہے دنیا کے' جنہوں نے تکلیفیں سہیں' جنہوں نے گرم و سرد زمانہ برداشت کیا اور دامان پیامبر ﷺ کو نہ چھوڑا۔ عظمت اُن لوگوں کے لئے ہے وہ مرد ہیں یا عورتیں جنہوں نے دنیا کے اس دار حیات میں دامان پیامبر ﷺ کو نہ چھوڑا' مقدور بھر اطاعت کی کوشش کرتے رہے آدمی چاہے بھی تو وہ سو فیصد نہیں کر سکتا اُس میں اتنی ہمت ہی نہیں ہے کہ اللہ کی عطاؤں کا شکر پورا ادا کر سکے۔ ہاں اُسے یہ احساس رہے' مقدور بھر کوشش کرتا رہے پھر بخشش اُس کی عطا پر ہے وہ قادر ہے کہ کسی کو ایمان نصیب ہو جائے دل سے یقین ہو جائے اُس کی وحدانیت پر اُس کے پیامبر ﷺ کی صداقت پر اُس کے کتاب کے حق ہونے پر تو کوئی عمل بھی نہ ہو تو وہ بخش دے تو اُس کی بخشش کو کون روک سکتا ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ جنہیں وہ بخشتا ہے انہیں دنیا میں توفیق عمل بھی دے دیتا ہے اس لئے بے عملی سے آدمی متنبہ ہونا چاہے کہ اگر مجھ سے دامان شریعت چھوٹ رہا ہے تو کہیں اللہ کریم ناراض تو نہیں میری بخشش خطرے میں تو نہیں۔

اللہ کریم ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے ہمیں توفیق عمل عطا کرے اور ہمارے ٹوٹے پھوٹے عملوں کو شرف قبولیت عطا کرے دنیا اور آخرت کی رسوائی سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العٰلمین

............☆☆☆............

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وسوسے اور خیال

''اگر یہ خیالات آنا چھوٹ جائیں اور کوئی رکاوٹ نہ ہو' آدمی آسانی سے ذکر ایک روٹین میں کرنے لگے تو اُسے ثواب کس بات کا۔ پھر تو ترقی فرشتوں کو ملنی چاہئے جو روٹین ورک ہمیشہ سے کرتے ہیں۔ انسان کو ملتی اس لئے ہے کہ اسے طرح طرح کے وساوس گھیرتے ہیں' خیالات آتے ہیں' ضروریات ہوتی ہیں' مجبوریاں ہوتی ہیں۔ ان سب کو چھوڑ کر محنت اور مجاہدہ کرتا ہے تو اس کا اجر مرتب ہوتا ہے۔ خیالات کا بڑا آسان سا نسخہ ہے کہ ان کے پیچھے نہ لگو تو آنا چھوڑ دیتے ہیں۔ سوچتے رہو زیادہ آتے ہیں آدمی سوچتا رہے تو وہ بھی آتے رہیں گے ممکن نہیں ہے کہ تہجد کو اٹھتے ہوئے کبھی کوفت نہ ہو اگر مشکل ہی نہ ہو تو ثواب کس بات کا۔''

ماخوذ از ''کنز الطالبین''

تعاون

احمد دین

ٹیکسٹائل ملز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

مینوفیکچررز آف PC یارن

ہیڈ آفس

667571

667572

برائے رابطہ:- پُل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد

سوال و جواب

امیر محمد اکرم اعوان، دارالعرفان منارہ 2005-7-9

سوال:- اجتماع میں حاضری کا شرعی طریقہ بیان فرمائیں؟

جواب:- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ الحمد للہ سالانہ اجتماع اور اُس میں حاضری نصیب ہوئی۔ ہر انسان مسافر ہے اور ایک راستے میں ہے۔ دنیا ایک راستہ ہے منزل نہیں ہے جیسے نبی کریم ﷺ کا ارشاد عالی ہے کن فی الدنیا کانک غریب او عابرُ سبیل وعدُ نفسک من اصحٰب القبور ○

دنیا میں اس طرح رہو جیسے تم غریب الوطن ہو پردیس میں ہو۔ او عابرُ سبیل یا پھر راستہ چلتے ہوئے مسافر ہو۔ وعد نفسک من اصحاب القبور اور اپنے آپ کو اہل قبور میں شمار کیا کرو۔ تو اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جاؤ اور کچھ نہ کرو۔ مسافر یا غریب الوطن اہل وطن سے یا مقیم سے زیادہ محنت کرتا ہے کہ پردیس میں ہوتا ہے وہ دیس والوں سے زیادہ محنت کرتا ہے اور جو راستے میں ہوتا ہے وہ جو گھر بیٹھے ہوں اُن کی نسبت زیادہ مشکلات برداشت کرتا ہے تو مراد عالی یہ ہے کہ دنیا میں دنیا کا ہر بوجھ اٹھاؤ لیکن اس طریقے سے اٹھاؤ کہ وہ قبر کا سامان بنتا جائے، آخرت کا سامان بنتا جائے۔ مسافر ہو تمہیں گھر پہنچنا ہے' کچھ ساتھ لے کے جانا ہے۔ گھر میں کچھ نہیں رکھا' وہی ملے گا جو لے کے جاؤ گے۔ دنیا کو ٹھکانہ نہ بنالو کہ ہمیں یہیں رہنا ہے اب جتنی ہوس پرستی اور مادہ پرستی ہے اُس کے پیچھے یہی جذبہ ہے کہ ہر بندے کا اعتراض ہے کہ مجھے یہیں رہنا ہے اور یہیں کا سامان جمع کرنا ہے وہ جائز ہو ناجائز ہو غلط ہو صحیح ہو کسی طریقے سے آجائے دولت آجائے' اقتدار آجائے' کسی طرح سے کوئی سرمایہ جمع کر لو۔ لیکن وہ اپنے آپ کو اہل قبور میں شمار کرے اُسے پتہ ہو کہ مجھے اگلا لمحہ دنیا میں نصیب ہے یا نہیں' قبر میں جانا ہے تو وہ غیر ضروری اور غلط طریقے سے بوجھ اٹھانے سے اجتناب کرتا ہے۔ کوشش کرتا ہے کہ قبر کے لئے اور آخرت کے لئے سامان جمع کرے۔ کسی بھی وقت کوئی بھی چل سکتا ہے اور یہ سالانہ اجتماع جو ہے یہ بہت بڑی سعادت ہے روئے زمین سے احباب جمع ہوتے ہیں' جہاں جہاں کسی کو فرصت ملتی ہے رات دن یا تعلیم و تعلم ہوتا ہے یا ذکر اذکار ہوتا ہے تو زندگی میں ایسے مواقع بہت کم آتے ہیں کہ سوائے اللہ اللہ کے کوئی بات نہ ہو اور یہ بھی یاد رہے کہ اجتماع میں آنے کا جو شرعی طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ اپنے کام سے رخصت یا اجازت لے کر آئیں۔ جتنے دنوں کے لئے یہاں آئیں گھر والوں کے کام کاج کا یا اُن کی ضروریات کا اہتمام کر کے آئیں۔ کوئی ضروری نہیں کہ آپ اجتماع پہ آ گئے ہیں اور جو آپ کی شرعی ذمہ داریاں ہیں اُن سے آپ فارغ ہو گئے ہیں۔ نہیں' فائدہ اُسی کو ہوگا جو اتباع شریعت کرے گا تو جو ذمہ داریاں اللہ نے گھر کے بارے دی ہیں' ملازمت کے بارے دی ہیں اُن کا اہتمام کر کے اجازت لے کر باقاعدگی سے آئیں اور جتنا وقت یہاں ہو وہ سوائے ذکر اذکار کے کسی بات میں نہ لگائیں۔ اب عہد ایسا آ گیا ہے کہ ہم زیادہ وقت اور زیادہ توجہ غیر ضروری کاموں میں دیتے ہیں۔ عجیب حال ہے لوگوں کا' ایک افراتفری ایک محشر بپا ہے' سوتے ہیں تو نیند نہیں آتی علی الصبح اُٹھ کر

بھاگنے کو تیار ہیں اور سارا دن سڑکیں لاریوں سے اٹی پڑی ہیں لیکن چھت بھی بھرے ہوئے ہیں باہر بھی لٹک رہے ہیں، مر بھی رہے ہیں پھر بھی لوگوں کا نظام حیات ایسا بدل گیا ہے، گاؤں کا گاؤں چل پڑتا ہے اڈے کی صرف، پکی سڑک کی طرف کوئی کسی گاڑی پہ لٹک رہا ہے کوئی کسی گاڑی پہ لٹک رہا ہے۔ زندگی ایک طوفان بلا بن گئی ہے، کسی کے پاس کوئی ستانے کی فرصت نہیں اور ایسے میں اگر اللہ اللہ کا وقت مل جائے تو یہ اُس کا بہت بڑا احسان ہے اور ایک ایک لمحے کو قیمتی سمجھو۔ اور کم از کم دو دن، چار دن، دس دن، مہینہ جتنا ملتا ہے اُس میں تو اپنے اوقات کو ایسے ترتیب دو کہ کوئی بھی لمحہ ضائع نہ جائے کہ کیا خبر سال بعد کون یہاں ہوگا اور کون نہیں ہوگا۔ کتنے ساتھی جو پچھلے اجتماع میں تھے اس میں نہیں ہیں ہم سے کون ہوگا اور کون نہیں ہوگا۔

تو اس جگہ کو بھی ایک خصوصیت حاصل ہے، مسجد کو بھی ایک خصوصیت حاصل ہے۔ اس کی ایک ایک اینٹ، اللہ کے نام کی لگی ہوئی ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ یہ صرف اللہ ہی کا گھر رہے گا اور اس میں اللہ اللہ ہی ہوگی ۔ نہ اس میں کوئی جھگڑا ہے نہ گروہ بندی ہے نہ کوئی فرقہ پرستی ہے اور نہ کسی کی مخالفت ہے نہ کسی پہ بہتان تراشی ہے نہ کسی کے خلاف کوئی فتویٰ ہے۔ کچھ بھی نہیں صرف سیدھا اللہ اللہ اور سیدھا سیدھا دین اسلام ہے سادہ سادہ اللہ اللہ ہے۔

سوال:- خدا کے لفظی معنی بتادیں؟

جواب:- یہ سوال درحقیقت وقت کا ضیاع ہے۔ ہمارا خدا سے تعلق ہی کوئی نہیں تو لفظی معنی کیوں بتادیں۔ مجھے تو یہ بھی نہیں پتہ کہ یہ خدا کس زبان کا لفظ ہے۔ چونکہ خدا کا تصور جو ہے اُس کے ساتھ اُس کی بیویوں کا تصور ہے اُس کے خاندان کا تصور ہے۔ انگریزی میں GOD کہتے ہیں، اُس کی بیوی کو GODESS کہتے ہیں۔ ہندی میں دیوتا اور مہادیو کہتے ہیں اور اُس کی بیوی کو دیوی کہتے ہیں۔ یہ خدا کا لفظ کس نے ہمارے ہاں گھسیڑ دیا اس کی مجھے تو سمجھ نہیں آتی۔ غالباً یہ کوئی پرانے پارسیوں کا ہو، آتش پرستوں کا کوئی لفظ ہو۔ بہر حال میں نے نہ اس کی کوئی تحقیق کی ہے نہ اس کا معنی جاننے کی کوشش کی ہے، نہ اس سے کبھی سروکار رکھا ہے کہ میں اپنے بولنے لکھنے پڑھنے میں خدا سے اجتناب کرتا ہوں کہ خدا اللہ کا تصور نہیں دیتا اور اللہ کا اور کوئی معنی نہیں ہے اللہ کا معنی بھی اللہ ہی ہے۔ یہ جو خدا ہم نے اللہ کا متبادل بنالیا ہے یہ غلط ہے اللہ واحد ہے لاشریک ہے۔ انگریزی میں ہم نے جو ترجمہ کیا ہے قرآن کریم کا اُس میں ہم نے GOD نہیں لکھا اللہ ہی لکھا ہے۔ اللہ کا کوئی ترجمہ نہیں ہے کوئی اُس میں تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا۔ اپنی تفسیر میں آپ کو انگریزی میں بھی اللہ ہی ملے گا۔ اب جو خدا کا آپ نے پوچھا ہے تو میں دیکھوں گا کہیں کوئی وقت بچا تو دیکھ لوں گا کہ یہ کونسا لفظ ہے کہاں سے آیا ہے۔ لیکن اس کا جو معنی میرے علم میں ہے یا اس کی جو وضاحت میرے علم میں ہے وہ یہ ہے کہ یہ غیر اسلامی ایک تصور ہے جس طرح ہندی والے مہادیو کہتے تھے خدا تو چھوٹے چھوٹے ہیں سب سے بڑا جو ہے اُسے مہادیو کہتے تھے، وہ سب پر حکمران ہے لیکن اُس کی بیوی بھی ہے اور اُس کے بچے بھی ہیں اُس کی بھی دیوی، دیوی نہیں بلکہ دیویاں ہیں۔ اس طرح انگریزی میں اس کا ترجمہ GOD کرتے ہیں اور GOD کے ساتھ GODESS اُس کی بیوی اور وہ سارا کرتے ہیں۔ تو اس "خدا" کے لفظ کا اصولی طور پر اللہ کے لفظ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

"اللہ" اسم الٰہی ہے اور نہ اُس کی کوئی جمع ہے نہ تثنیت ہے نہ اُس کا کوئی ترجمہ ہے نہ اُس کا کسی زبان میں کوئی اور مفہوم ہے بلکہ کسی بھی زبان میں آپ بدلیں گے تو آپ اللہ ہی کہیں گے مجھے فرصت ملی تو میں دیکھوں گا لیکن بہر حال جو اسے ہم نے اسلام میں داخل کیا ہوا ہے اور جہاں اللہ ہو وہاں خدا کا لفظ لکھ دیتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے بلکہ میں تو کوشش کرتا ہوں کہ کسی کو خدا حافظ بھی نہ کہا جائے اللہ حافظ کہا جائے۔

ہوسکتا ہے کبھی رواروی میں نکل جاتا ہو مجھ سے ورنہ میری کوشش ہوتی ہے کہ عمداً خدا حافظ بھی نہ کہا جائے، اللہ حافظ کہا جائے۔ تو میرے خیال میں تو اچھا ہے چیزیں تحقیق کرنی چاہئیں اُس کا پتہ ہونا چاہئے۔ اگر آپ یہ پوچھتے نہیں اور پتہ نہ ہوتا تو بہت سے ساتھی خدا کو اللہ کا متبادل ہی سمجھتے رہتے۔ تو پوچھنے سے یہ بھلا ہو گیا' فائدہ ہو گیا کہ احباب کو علم ہو گیا کہ لفظ اللہ ایک ایسا انفرادی لفظ ہے کہ نہ اُس کا کوئی تثنیہ ہے نہ جمع ہے نہ اُس کا کوئی ترجمہ ہے اللہ، اللہ ہی ہے نہ اُس کی مثل ہے نہ مثال ہے نہ نظیر ہے نہ ترجمہ ہے اور یہ خدا غلط العام ہو گیا ہے اسے لوگوں نے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے لیکن یہ عظمت الٰہی کا مظہر نہیں ہے۔ اللہ کی ذات وصفات کا اس سے اظہار نہیں ہوتا۔

سوال :- جسمانی فٹنس کی اہمیت اور جہاد و فساد کا فرق بیان فرمائیں؟

جواب :- ہم نے یہ کوشش بھی کی کہ احباب جسمانی تربیت کے لئے بھی ایک جماعت بنائیں اُسے پی ٹی کلاس کا نام دیا گیا' فزیکل ٹریننگ کلاس' تو میری گزارش یہ ہے کہ بزرگوں کو چھوڑ کر ہر جوان کو اُس میں حصہ لینا چاہئے۔ اپنے آپ کو جسمانی طور پر مضبوط رکھنا بھی شرعی فریضہ ہے۔ اپنی صحت کا خیال رکھنا اور اپنے آپ کو فٹ رکھنا ایک حصہ ہے جہاد کا۔ جس طرح آپ دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی فوج میں بھرتی ہوتا ہے اور وہ بیس تیس سال نوکری کر کے پنشن چلا جاتا ہے اُس کی پوری سروس میں کوئی لڑائی نہیں ہوتی۔ لیکن وہ پوری سروس تیاری میں گزارتا ہے' لڑائی ہو یا نہ ہو۔ وہ روزانہ کی ڈرل پی۔ٹی پریڈ کرتا ہے اور ہتھیاروں کی صفائی اُن کی دیکھ بھال' جو نئے آ گئے اُن کی تربیت وہ کرتا رہتا ہے۔ اس طرح مومن کو اللہ نے اپنا سپاہی کہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ترغیب دی ہے' جسمانی طور پر اپنے آپ کو فٹ رکھا جائے اگر ضرورت پڑے تو آدمی جہاد کے لئے تیار ہو۔ عہد نبوی ﷺ میں چونکہ تلوار تھی، گھوڑوں پر بیٹھ کر جنگ ہوتی تھی تو بطور کھیل بھی معاشرے میں اُن کا رواج تھا۔ خود نبی کریم ﷺ ملاحظہ فرمایا کرتے تھے، خوش ہوا کرتے تھے' نشانہ بازی سے' تلوار بازی سے' گھوڑ دوڑ سے یہ ساری چیزیں ہوتی تھیں۔ تو مومن کو جسمانی لحاظ سے بھی اپنے آپ کو تیار اور فٹ رکھنا چاہئے ہمارے پاس جو جسمانی تربیت کے لئے بڑی دیر سے جو ساتھی ہیں وہی چلے آ رہے ہیں اس دفعہ میں نے اُن کا معائنہ کیا تو پتہ چلا کہ اُس میں نیا داخلہ بہت کم ہے اس لئے کہ کوئی میرے خیال میں ساتھی ترغیب نہیں دیتے اس کی!۔

اسلام انسان کو پوری زندگی کو استعمال کرنے کا حکم دیتا ہے صرف گزارنے کا نہیں کہ بھئی جوں توں کر کے زندگی سے جان چھڑائے اور صبح کو شام کرے۔ کوئی نماز پڑھ لے کسی وقت کوئی جملہ تبلیغ کا کہہ دیا کسی کو، کوئی تسبیح پڑھ لی اور جوں توں کر کے سستا سستا کر شام کی اور پھر شام کو صبح۔ یہ اسلام نہیں ہے' اسلام ایک متحرک زندگی کا نام ہے۔ جو لمحے اللہ نے دیے ہیں اُن لمحات کو اُس کی رضا کے لئے استعمال کیا جائے۔ اپنے آپ کو جسمانی طور پر فٹ رکھیں گے تو عبادات میں بھی لطف آئے گا۔ اگر چولیں ڈھیلی ہوتی ہیں تو عبادات میں بھی مزا نہیں آتا کہ رکوع میں جاؤ تو ادھر کو درد نکل رہا ہے اور سجدے پر جاؤ تو ادھر سے درد نکل رہا ہے۔ جسمانی لحاظ سے آدمی فٹ نہ ہو تو بہت سی عبادات رہ جاتی ہیں معذور ہو جاتا ہے۔ تو ایک تو عمر کا تقاضا ہوتا ہے ایک حد پر جا کر اعضا وجوارح میں وہ ہمت نہیں رہتی کہ وہ اپنے آپ کو صحیح رکھ سکیں یا ورزش بھی کر سکیں لیکن جواں بچوں کے لئے جوان آدمیوں کے لئے ایک ایکٹو اور متحرک زندگی چاہئے۔

تو کوشش کریں چونکہ ہمارا اپنا ایک نظام ہے اس میں مختلف طرح سے مجاہدات بھی کرائے جاتے ہیں' ورزشیں بھی کرائی جاتی ہیں اور اُس کے ساتھ ساتھ ذکر اذکار بھی کرائے جاتے ہیں تو ایک سارا نظام ہے یہ

صرف اس لئے ہے کہ احباب جسمانی طور پہ بھی فٹ رہیں اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کی ہمت ہو اور مجاہد کی زندگی گزاریں اور اللہ کرے کبھی ضرورت پڑ جائے تو فساد کے لئے نہیں جہاد کے لئے تیار ہوں۔

اب ہمارے ہاں یہ بھی ایک بڑا تماشہ بن گیا ہے کہ ہم نے ہر فساد کو بھی جہاد کا نام دے دیا ہے۔ جہاد وہ کاوش ہے جو محض اللہ کی رضا کے لئے اور ظلم کے خلاف کی جائے وہ جہاد ہے اور لوگ اپنی دشمنیاں مٹانے کے لئے یا کسی سے پیسہ چھیننے کے لئے یا کہیں سے فنڈ لے کر فساد پھیلانے کے لئے کرتے ہیں تو وہ جہاد نہیں ہے۔ فساد اور جہاد ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جہاد ہوتا ہے تو فساد ختم ہو جاتا ہے یعنی جہاد کی خصوصیت یہ ہے کہ جب جہاد ہوتا ہے تو فساد ختم ہو جاتا ہے۔ دنیائے کفر نے ایک ظلم مچا رکھا تھا لیکن جب نبی کریم ﷺ نے جہاد کی اجازت دی اللہ نے جب مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دی تو جہاں جہاں مجاہدین کے قدم پہنچے، وہاں امن قائم ہوتا گیا اور غیر مسلموں کو بھی تحفظ، امن اور انصاف نصیب ہوا۔ یعنی جہاد کی یہ خصوصیت یاد رکھیں کہ جہاں جہاد ہوتا ہے وہاں سے فساد ختم ہو جاتا ہے۔ وہاں عدل ہوتا ہے امن ہوتا ہے، حقوق کا تحفظ ہوتا ہے اور جہاں فساد ہوتا ہے جہاد نہیں ہوتا...... ہمارے ہاں جہاد کے نام پر اب جو فساد پھیلائے جا رہے ہیں، عبادت گاہوں میں بم پھینکے جا رہے ہیں، بے گناہ شہری جو بس پر بیٹھے ہیں بسیں تباہ کی جا رہی ہیں تو کم از کم اس کا ہمارے ملک میں کوئی جواز نہیں ہے۔ جو لوگ اپنے ممالک میں کرتے ہیں اب عراقی کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ہمارے پاس اور کوئی چارہ کار نہیں رہا، افغان کرتے ہیں تو وہ جانیں اُن کا رب جانے لیکن پاکستان میں کوئی ایسی صورت حال نہیں ہے کہ مساجد میں بم پھینک کر یا بازاروں میں گولی چلا کر اُس کو جہاد کا نام دیا جائے۔ الحمد للہ اب بھی یہ آزادی نصیب ہے کہ جو حرام نہ کھانا چاہے وہ حرام سے بچ سکتا ہے جو عبادت کرنا چاہے اُسے کوئی نہیں روکتا، جو آذان کہتا ہے اُسے کوئی نہیں روکتا۔ لاکھوں مدارس قال اللہ وقال الرسول ﷺ پڑھا رہے ہیں اُنہیں کوئی نہیں روکتا۔ اگر معاشرے میں بدی کا پہلو بھی ہے تو حق و باطل ہمیشہ رہا ہے آپ بدی کا نیکی سے مقابلہ کریں اس میں چیخنے کی کیا ضرورت ہے۔ بُرائی دنیا سے مٹائی نہیں جا سکتی، گناہ دنیا میں رہتا ہے لیکن اگر لوگ اچھے ہوں تو نیکی کا غلبہ ہو جاتا ہے اور گناہ دب جاتا ہے لوگوں کا کردار خراب ہو جائے تو بُرائی غالب آ جاتی ہے اور نیکی دب جاتی ہے۔ تو یہ سوچنا کہ فلاں کیوں ہے، یہ صحیح نہیں ہے۔ جب تک اللہ نے شیطان کو مہلت دے رکھی ہے اور نفسِ انسانی موجود ہے تو بُرائی بھی ہوگی۔ لیکن اللہ نیکی کی توفیق دے دے تو حق ہمیشہ غالب ہوتا ہے، نیکی غالب آتی ہے اور بُرائی دب جاتی ہے، بُرائی کمزور پڑ جاتی ہے۔ پھر انصاف ہوتا ہے جو بُرائی کرتا ہے اُس کے ساتھ انصاف ہوتا ہے، اُسے سزا دی جاتی ہے۔ تو معاشرے کو درست رکھنا اور اُس کو خرابیوں سے اور ظلم سے پاک رکھنا بھی ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔ جہاں تک اپنی ذمہ داری ہے وہاں تک تو کوشش کی جائے کہ بُرائی نہ ہو ہر شخص کا ایک اپنا دائرہ کار ہے، ایک اپنا دائرہ اثر ہے جہاں اُس کی بات موثر ہوتی ہے جہاں اُس کی بات سنی جاتی ہے تو اُس حد تک کوشش کرنا ضروری ہے کہ جہاں تک ہمارا دائرہ اختیار ہے وہاں فساد نہ ہو۔ اب جہاد کا نام بھی لیا جائے تو عرف عام میں ہماری حکومت کی سرکاری ایجنسیاں ہوں یا عام پبلک ہو جہاں جہاد کی بات آئے تو اُسے لڑائی جھگڑا ہی سمجھتے ہیں۔ جب بھی جہاد کا نام لیا جائے یا جیسے اب میں نے کہہ دیا کہ جسمانی طور پر جو مضبوط یا فٹ ہوگا ضرورت پڑی تو عملی جہاد میں حصہ لینے کی توفیق بھی اُسی کو ہوگی اور جو لاٹھی پہ چل رہا ہے وہ بے چارا کیا لڑے گا۔ جہاد سے فوراً ان کا ذہن اُس طرف چلا جاتا ہے۔ جی! فساد ہو گیا حالانکہ جہاد فساد کی ضد ہے اور جہاد قیامِ امن کا سب سے اعلیٰ ذریعہ ہے، وہ آپ زبان سے کہیں، قیامِ امن کی کوشش کریں، عدل و انصاف کی کوشش کریں

وہ زبانی جہاد ہے آپ قلم سے کوشش کریں وہ قلمی جہاد ہے، آپ اپنے عمل سے کوشش کریں وہ عمل جہاد ہے اور آخری صورت یہ ہے کہ بغیر تلوار کے بات نہ درست ہوتی ہو تو اُس میں بھی حدود وقیود ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے ایک ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ 1000 ہزار کافر کو بحالت کفر قتل کرنے سے کسی ایک کافر کو مسلمان کر لیا جائے تو اللہ کو وہ زیادہ پسند ہے وہ اتنا کریم ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اُس کی مخلوق اُس کے عذاب سے بچ جائے۔ اُس جہاد میں بھی قتل عام مقصود نہیں ہے مقصد لوگوں کو بُرائی سے، ظلم سے روکنا ہے اور اگر وہ رُک جائیں تو الحمدللہ۔

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں دنیوی حیات طیبہ میں غالباً چھتیس کے قریب ایسے غزوات ہیں جن میں نبی کریم ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے اور وہ جنگیں جن میں کسی دوسرے کو امیر بنا کر حضور ﷺ نے بھیجا وہ سرایہ کہلاتی ہیں۔

غزوات وسرایہ کو جمع کیا جائے تو بیاسی یا چوراسی کے قریب تعداد بنتی ہے یعنی دس سالوں میں چوراسی کے لگ بھگ ملکی جنگیں ہوئیں اور اُن میں مسلمان شہدا کی تعداد غالباً ایک سو چودہ ہے یا کوئی اس طرح سوا سو سے کم اور کفار کے مقتولین کی تعداد بھی غالباً ڈیڑھ ہزار سے کم ہے تیرہ سو ہے بارہ سو ہے یا چودہ سو ہے۔ بہرحال مجھے صحیح فگر یاد نہیں ہے اس وقت لیکن ڈیڑھ ہزار سے کم ہے چوراسی جنگوں میں پندرہ سو کافر قتل نہیں کئے گئے۔ کیونکہ قتل عام مقصود نہیں تھا' اُن کو ظلم سے زیادتی سے بُرائی سے روکنا تھا۔ مذہب کی تبدیلی بھی مقصود نہیں تھی جو چاہیں مذہب رکھیں لیکن ظلم سے باز آجائیں دوسروں کے حقوق کے اتلاف سے باز آجائیں زیادتی سے باز آجائیں اور جہاں جہاں جہاد پہنچا فساد ختم ہوتا گیا۔

اب ہمارے معاشرے میں ہم نے جہاد اور فساد کو گڈمڈ کر دیا ہے۔ تو یہ یاد رہے کہ یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں جہاں جہاد ہوتا ہے وہاں فساد نہیں ہوتا اور جہاں فساد ہوتا ہے وہاں جہاد نہیں ہوتا' فساد ہوتا ہے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اپنے آپ کو عقیدے کے اعتبار سے' ایمان ویقین کے اعتبار سے عمل کے اعتبار سے اور جسمانی قواء کے اعتبار سے ہر طرح سے فٹ رکھنے کی کوشش کریں یہ ہی شریعت اسلامیہ ہے۔ اپنے حقوق اور اپنے سے وابستہ لوگوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ اپنے حقوق کا آپ کو اختیار ہے آپ معاف کر سکتے ہیں لیکن جو آپ کے ذمے ہیں وہ آپ کے بس میں نہیں وہ دوسروں کے ہیں اُن کی فکر کیجئے۔ والدین کے اور اولاد کے سب سے مقدم ہیں اور جو شخص والدین کے حقوق ادا نہیں کرتا اولاد کے ادا نہیں کرتا اُس سے کیا توقع رکھی جائے کہ معاشرے میں دوسروں کے حقوق کا تحفظ کرے گا!

تو دین محض کسی روایت یا کسی خاص عمل کا نام نہیں ہے دین نام ہے زندگی کے ایک ایک لمحے کو بھرپور طریقے سے جینے کا۔ کھانے کے وقت اچھا کھاؤ جو نصیب ہوتا ہے جو ملتا ہے اپنی استعداد کے مطابق۔ صاف ستھرا کھاؤ' حلال کھاؤ' حلالاً طیباً حلال بھی ہو پاکیزہ بھی ہو۔ صاف ستھرا ہو' مزے دار ہو' اچھا ہو۔ اچھا لباس پہنیں اپنی حیثیت کے مطابق نیا نہیں خرید سکتے تو پُرانے کو دھو تو سکتے ہو۔ صاف ستھرا تو رکھ سکتے ہو جو اللہ دے اُس کے مطابق اپنی زندگی کو بھرپور طریقے سے گزاریں۔ اور دنیا میں دین کے لئے اللہ کے لئے اللہ کی رضا کے لئے نبی کریم ﷺ کی محبت اور عشق کے لئے اپنی بھرپور کوشش اطاعت الٰہی میں انتہائی گہرے خلوص کے حصول کے لئے کرتے رہیے اس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یہ ذکر اذکار سب اُس کی خاطر ہیں مراقبات ومنازل کا حاصل یہی ہے کہ یقین قوی سے قوی تر ہوتا جائے۔ اللہ کریم ہمیں ہدایت نصیب فرمائے۔ سیدھے راستے پہ رکھے۔ اپنے نیک بندوں کے طفیل ہمیں ہدایت نصیب فرمائے۔ ہمارے گناہ معاف کر دے۔ توفیق عمل نصیب فرمائے اور ایک ایک لمحے کو جینے کی توفیق عطا فرمائے۔

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

المرشد سے انتخاب: علماءِ کرام کی ناقدری کی وجوہات

امیر محمد اکرم اعوان' دارالعرفان منارہ 24-7-03

بسم اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحیمo

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہ' لَحٰفِظُوْنَo

وَقَالَ النبی ﷺ. العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان.

او کما قال رسول اللّٰہ ﷺ.

اللہ جل شانہ، نے نوع انسانی کی آفرینش کے ساتھ ہی اس کی ہدایت کا سامان پیدا فرما دیا بلکہ پہلا انسان حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام جو اس زمین پہ جلوہ افروز ہوا وہ اللہ کا نبی تھا اور خود ہدایت کا سبب تھا تب سے لیکر ہمیشہ جوں جوں نسل انسانی بڑھتی رہی زمین پر پھیلتی گئی اکناف عالم میں جہاں جہاں انسانی بستیاں بنتی گئیں آباد ہوتی رہیں قومیں بستی رہیں اللہ جل شانہ، نے ہر بستی ہر قوم ہر آبادی میں ہدایت کا سامان مہیا فرما دیا۔ انبیاء مبعوث فرمائے ان پر آسمانی کتابیں نازل فرمائیں صحائف آسمانی نازل فرمائے اور ہدایت کا سلسلہ جاری رہا اور اللہ چونکہ خالق بھی ہے اور رزاق بھی ہے رب ہے اس کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ اپنی مخلوق کی ہر ضرورت ہر وقت ہر جگہ پوری فرمائے تو ہدایت کا سامان مہیا کرنا اسی طرح ربوبیت کا تقاضا ہے جس طرح اپنے مربوب کے لئے روزی کا انتظام کرنا کھانے پینے کا صحت کا اسکی مادی زندگی کے لوازمات مہیا کرنا جس طرح شانِ ربوبیت ہے اس طرح اس کی روحانی ابدی دائمی زندگی کے لوازمات جو اس دنیا میں ضروری ہیں وہ مہیا کرنا اسکی ربوبیت کا تقاضا ہے اور اس کی شان کو سزاوار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اس کی نافرمانی کرتے ہیں سرے سے اس کو مانتے ہی نہیں قائل ہی نہیں ہوتے، کتابوں کو نہیں مانتے، انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کو نہیں مانتے، ان پر بھی رزق کے دروازے بند نہیں فرماتا چونکہ وہ رب العالمین ہے اگر ہدایت انہیں نہیں ملتی تو وہ خود رد کر دیتے ہیں لیکن جب کبھی دل سے توبہ کریں تو ان پر دروازہ بند نہیں کرتا۔ مرنے سے پہلے بڑے سے بڑا کافر بڑے سے بڑا گناہ گار ساری زندگی جس کی کفر و شرک میں گزری ہو اس کیلئے بھی توبہ کا دروازہ اس نے بند نہیں فرمایا اس لئے کہ وہ رب ہے اور اس کی شانِ ربوبیت کو سزاوار ہے کہ جہاں جس چیز کی ضرورت ہو وہ مہیا کرے۔ ایک عجیب بات جو انبیاء علیہ لصلوۃ والسلام اور کتب سماوی کے ساتھ رہی وہ یہ تھی کہ ایک تو انبیاء جو مبعوث ہوتے تھے خاص قوم کے لئے خاص علاقے کے لئے ایک خاص وقت کیلئے ہوتے تھے۔

آدمیت اپنی جوانی کی طرف یا اپنے عروج کی طرف بڑھ رہی تھی حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام جن سے اس دنیا کی آبادی شروع ہوئی تو یہ بچپن تھا آدمیت کا، انسانیت کا پھر جوں جوں اشیاء ایجاد کرنے کا شعور آیا ضرورتیں پیش آئیں۔ وقت بدلا اقوام عالم پھیلیں، زبانیں تبدیل ہوئیں خوراک بدل گئی رسومات بدل گئیں جسمانی قوتوں میں تبدیلی آئی کہیں کے لوگ بڑے طاقتور کہیں کمزور تو جس علاقے میں لوگوں کی جو استعداد ہوتی تھی اس کے مطابق اللہ کریم ہدایت نازل فرماتے تھے اس کے مطابق عبادات کا حکم دیتے تھے اس کے مطابق لایکلف اللّٰہ نفس الا وسعھا. کا قانون ہمیشہ رہا کہ جو کام کسی کے بس میں نہیں وہ اس کے ذمے نہیں لگایا گیا۔ ایک بات ذہن میں رہے کہ اگر بنیادی طور پر ہم تمام آسمانی کتابوں کو تقسیم کریں تو ان میں دو باتیں

ہیں ایک خبر ہے اور ایک اوامر و نواہی کے احکام۔ خبر یا تو تبدیل ہوتی نہیں یا تبدیل ہو جائے تو دو میں سے ایک صحیح ہوتی ہے خبریں دونوں سچی نہیں ہوتیں۔ اگر دو خبریں مختلف آتی ہیں تو دونوں میں سے ایک صحیح ہوتی ہے۔ خبر کیا تھی اللہ کی توحید اُس کا لاشریک ہونا، اسکا ابدی ہونا، اس کا عالم کا ئنات ہونا، اسکی ذات اور اسکی صفات کے بارے میں اطلاع، یہ خبر موت کے بارے زندگی کے بارے خبر تھی، فرشتوں کے بارے اطلاع تھی، جنت و دوزخ، برزخ، حساب کتاب یہ سب کیا تھا یہ شعبہ خبر تھا۔

دوسرا شعبہ تھا احکام کا یہ چیز حلال ہے یہ حرام ہے، اتنے وقت پہ اتنی عبادت کی جائے، اس طرح سے عبادت کی جائے تو یہ یاد رہے کہ آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے لیکر حضور آقائے نامدار ﷺ تک جتنے انبیاء جتنی کتابیں آئیں ان سب میں خبر واحد تھی توحید باری رسول پر ایمان لانے کی دعوت، رسول کی رسالت کی صداقت، قیامت، حشر و نشر، برزخ، جنت و دوزخ، حساب کتاب، فرشتوں کا وجود یہ ساری شعبہ خبر ہیں ان میں کبھی تبدیلی نہیں آئی۔ اب عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام میں اور آقائے نامدار ﷺ میں کم وبیش پانچ صدیوں کا فاصلہ ہے۔ کوئی عیسائی مکتب فکر صحیح عقیدے پر نہیں رہا تھا حضور الصلوۃ والسلام کسی مدرسے کے دروازے سے بھی نہیں گزرے، کسی عالم کے پاس تشریف نہیں لے گئے لیکن عقیدہ ذات باری کے بارے بیان فرمایا تو وہی فرمایا جو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اور جو اس میں تحریف یا تبدیلی تھی اسکا رد فرمایا یعنی خبر ہمیشہ ایک رہی احکام بدلتے رہے اور احکام کی تبدیلی کوئی بڑی تبدیلی نہیں ہوتی وقت اور حالات کے ساتھ احکام تبدیل ہوتے ہیں۔ ایک وقت میں پہلا حکم صحیح ہوتا ہے دوسرے وقت میں دوسرا صحیح ہوتا ہے۔ احکام اپنے اپنے وقت پر سارے صحیح ہوتے ہیں ایک جرنیل فوج لڑا رہا ہے ایک وقت میں وہ حکم دیتا ہے آگے بڑھو حملہ کرو صحیح ہے، ایک وقت میں وہ سمجھتا ہے کہ میری فوج کیلئے پیچھے ہٹنا مناسب ہے ورنہ فوج نقصان اٹھائے گی تو وہی جرنیل حکم دے دیتا ہے پیچھے ہٹ جاؤ تو دونوں حکم صحیح ہیں اس وقت وہ صحیح تھا اب یہ صحیح ہے۔

احکام کی تبدیلی جو ہے یہ ہمیشہ سے ہوتی رہتی ہے وقت کے، حالات کے، ضرورت کے مطابق لیکن اخبار میں تبدیلی نہیں ہوتی لہٰذا ہر صحیفے میں اور ہر نبی نے بنیادی حکم یہی تعلیم فرمایا لا الہ الا اللہ o

چونکہ ایک تو صحائف اور کتب سماوی ایک مخصوص قوم اور ایک مخصوص زمانے کیلئے تھے اس کے بعد دوسری آگئی پہلی کی ضرورت نہ رہی، تیسری آگئی۔ انبیاء ایک وقت میں روئے زمین پر مختلف قوموں میں بیک وقت بھی متعدد نبی رہے ہر نبی نے خبر ایک ہی دی احکام میں فرق ہوگا۔ انسانیت کی بلوغت کے ساتھ ساتھ احکام میں اگر ترتیب سے دیکھا جائے لمبا موضوع ہے لیکن کتب سماوی میں ایک ترتیب سے دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ جوں جوں انسانیت بلوغت کی طرف بڑھی تو احکام ذرا اور زیادہ سنجیدہ ہوتے گئے عبادات کے طریقے بھی زیادہ سنجیدہ ہوتے گئے عبادات کو بڑھا دیا گیا بالکل اس طرح سے نصاب نظر آتا ہے جس طرح آپ سکول میں مدرسے میں جاتے ہیں تو آپ کو (ا۔ب۔پ) سے شروع کرایا جاتا ہے تو پھر آپ آخری کتابیں بھی پڑھ رہے ہوتے ہیں اس طرح انسانیت بھی ابتداء سے اپنی بلوغت تک ایک بالترتیب احکام شرعی میں داخل ہوتی ہے ایک وقت آیا جب انسانیت اپنی بلوغت کو پہنچ گئی اور خالق کائنات نے فیصلہ کیا کہ اب انہیں کسی تبدیلی کی یا اس پر مزید کسی حکم کے بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تب آقائے نامدار ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ وہ کتاب لائے جو بیک وقت سارے انسانوں کے لئے اور سارے زمانوں کیلئے ہے روئے زمین پر بسنے والی ساری اقوام وہ گورے ہوں یا کالے وہ امیر ہوں یا فقیر وہ شمال میں رہتے ہوں یا جنوب میں ایسا معتدل راستہ ایسے احکام و فرامین زندگی کرنے کے ایسے طریقے اس میں سمو دیئے جو ہر خطہ زمین پر ہر موسم میں ہر حال میں ہر آدمی کیلئے قابل عمل ہیں اور باب نبوت بند کر دیا گیا نہ نئی ہدایت کی ضرورت رہی نہ نئی کتاب کی ضرورت باقی رہی نہ نئے نبی کی ضرورت باقی

رہی۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ کتب سماوی کو تو لوگوں نے تحریف کر کے تباہ کر دیا اور بالکل الٹ عقائد گھڑ لئے اب یہودیوں کے پاس بھی آسمانی کتاب تھی لیکن انہوں نے کہا عزیز ابن اللہ۔

حضرت عزیز علیہ السلام، اللہ کے بیٹے ہیں حالانکہ کتاب کے صریح بالکل مخالف تھا اسی طرح عیسائیوں کے پاس کتاب تھی جس میں توحید باری تھی انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مان لیا تو کتب سماوی کے ساتھ جو بگڑے ہوئے انسانوں نے سلوک کیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ آئندہ کیلئے کوئی نئی کتاب نہیں آئے گی، نیا نبی نہیں آئے گا، نیا چراغ روشن نہیں کیا جائے گا لیکن اگر اس چراغ پر رنگ برنگے شیشے لوگوں نے چڑھا دیئے اس کتاب میں بھی معاذ اللہ تبدیلی ہوگئی، تحریف ہوگئی عقائد میں تبدیلی آگئی احکام میں آگئی تو کیا ہوگا؟ اس کا جواب اس مالک الملک نے دیا کہ یہ کتاب میں نے نازل کی ہے اور اسکی حفاظت کا ذمہ بھی میرا ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں لا سکتا۔ یہ اتنی بڑی بات ہے کہ یہ صرف اللہ کریم ہی ارشاد فرما سکتے ہیں کسی مخلوق کو یہ جرات نہیں ہے کہ وہ یہ دعویٰ کرے اور چودہ سو سال کا سوا چودہ سو سال کا طویل سفر تاریخ کا ،اس بات پر گواہ ہے کہ اس کی کوئی زیر زبر اسکا کوئی نقطہ اس کی س ش کا کوئی شدّہ تبدیل نہیں کیا جا سکا۔ یہ بھی حفاظت الٰہیہ ہے اس کے اہتمام کیا فرمائے قدرت باری نے۔ لوح محفوظ میں تو ویسے محفوظ ہے وہاں کسی نے تحریف کرنے تو جانا نہیں ہے' فرشتوں کے پاس محفوظ ہے، اللہ کی بارگاہ میں محفوظ ہے حفاظت الٰہیہ کا مقصد یہ تھا کہ نوع انسانی کے اندر محفوظ رہے اور جب بھی جہاں بھی کسی میں طلب پیدا ہوا سے حق میسر ہو۔ جب پہلی کتابوں میں تحریف ہوتی تھی تو عالم یہ ہوتا تھا کہ مکتہ المکرّمہ کے ایک شخص تھے زید بن عمرو بن نفیل انہوں نے بتوں کی پوجا دیکھی تو ان کا دل بیزار ہوگیا کہ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک پتھر کو آپ گھڑتے ہو اور اُسے غسل خانے میں لگا دیتے ہو اور دوسرے کو گھڑتے ہو اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاتے ہو تو یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ تمہارے گھڑنے سے اس پتھر اور اُس پتھر میں کیا فرق ہو گیا۔ یہ بھی پتھر ہے وہ بھی پتھر ہے دونوں پہاڑ سے نکلے آپ نے ہتھوڑے سے توڑے، چھینی سے انہیں تراشا یا کسی طرح سے' پھر ایک کو آپ نے پاؤں کے نیچے لگا دیا اس پر کھڑے ہو کر غسل کر لیتے ہو دوسرے کو اٹھا کر وہاں بچھا دیا اور اُس کے آگے سجدہ ریز ہو جاتے ہو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ پھر انہوں نے اپنے زمانے اور وقت کے مطابق جہاں تک وہ چل سکے اس وقت کیونکہ عیسائی راہبوں کو دین حق پر مانا جاتا تھا اور دین عیسوی آخری دین تھا، یہود کے علماء کے پاس بھی گئے اس میں بہت زیادہ تحریف تھی، عیسائیوں کے پاس بھی۔ آخر انہیں ایک عیسائی عالم نے بتایا کہ ہمارے پاس دین نہیں ہے ہم اُسی محرف دین کو لیکر بیٹھے ہیں خود ہمیں بھی پتہ نہیں کہ حق کیا ہے تم وقت ضائع نہ کرو پھر وہ واپس مدینہ منورہ میں آگئے ساری عمر گھومنے میں لگ گئی، بوڑھے ہو گئے تو بیت اللہ شریف میں بیٹھ کر مٹی اٹھا لیتے اور کہتے کہ مجھے پتہ ہے تو ہے لیکن تو کہاں ہے، کیسا ہے، میں نہیں جانتا مجھے یہ پتہ ہے کہ تیری عبادت کرنی چاہئے لیکن کیسے کرنی چاہئے یہ نہیں پتہ، وہ ہتھیلی پہ مٹی رکھ کے اُس پہ پیشانی رکھ کے کہتے کہ تو میری عاجزی قبول کر لے میں جانتا نہیں تو کیسا ہے تو کہاں ہے ہاں یہ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ اس کائنات کا خالق و مالک کوئی ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے وہ کون ہے وہ کہاں ہے مجھے نہیں معلوم۔ ان کے شعر بھی ملتے ہیں جو اُن سب حالات کے بارے میں انہوں نے کہے تھے مورخین نے نقل کیلئے ہیں فرماتے ہیں

اَرَبٌّ وَاحِدٌ اَ الف رَبِّ ادین اِذا تقسمته الامور،

کہتے ہیں رب کوئی ایک ہوگا یہ ہزاروں رب کیسے ہو سکتے ہیں اگر ہزاروں رب ہوتے اور سب کی ایک جیسی قوت ہوتی تو کبھی لڑتے بھڑتے ایک کہتا سورج طلوع ہوگا، دوسرا کہتا نہیں ہوگا، ایک کہتا بارش ہوگی دوسرا کہتا نہیں ہوگی ایک کہتا یہ بادشاہ بنے گا دوسرا کہتا میں اسے زندہ نہیں رکھنا چاہتا، کچھ تو ہوتا یا رکچھ بھی نہیں ہوتا۔ ہر چیز پوری خاموشی

اور سکون کے ساتھ آباد ہوئے جارہی ہے کسی ایک ہی کی کوئی روکنے والا نہیں۔

ا ربٌ واحداً الف ربِ ءَ دین اِذا تقسمته الامور

کیا یہ دین ہے جب کام بانٹ دیئے جائیں روٹی والا رب یہ ہے پانی والا وہ ہے صحت وہ دے گا بیماری وہ ٹھیک کرے گا تو جب یہ شعبے بانٹ دیئے جائیں تو پھر دین تو نہ رہا یہ تو منڈی بن گئی۔ترکت لات والعزیٰ جمیعاًo

میں لات وعزٰی سب سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں وہ کہتے تھے کذالِک یفعل رجل بصیرہ، جس بندے کو اللہ نے بصیرت دی وہ ایسے ہی کرے گا۔ان پتھروں کے آگے نہیں جھکے گا۔

تو پہلی کتابوں کے ساتھ یہ حشر ہوا اب اگر خدانخواستہ اس کتاب کے ساتھ بھی یہ ہوتا تو جن میں طلب ہدایت ہوتی وہ بھی محروم رہتے انکی محرومی کا ازالہ تو ہوگیا بعثت محمد رسول اللہ ﷺ سے اور آپ ﷺ زید بن عمرو بن نفیل کے واقعے یہ فرماتے ہیں کہ اس طرح کے لوگوں کو اللہ جہنم میں نہیں بھیجے گا توحید کے قائل بھی تھے اور شرک کا رد بھی کرتے تھے اور میری بعثت سے پہلے جو عہد فترت تھا اُس میں اتنا ہی دین تھا بلکہ ایک سیاہ رنگ کی حبشی خاتون آرہی تھیں آپ ﷺ کے سامنے سے آرہی تھیں تو آپ ﷺ نے اسے روکا اور پوچھا کہ کیا اللہ ہے؟ اس نے کہا ہاں اللہ ہے، کہاں ہے؟ اس نے کہا۔فی الغمام کہیں اوپر بادلوں میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ھیَ مسلم یہ تو مسلمان ہے یعنی جس تک آپ ﷺ کی تعلیمات نہیں پہنچی اس کے لئے اللہ کی ذات کا قائل ہونا اور اس کے قادر ہونے کا قائل ہونا ہی دین تھا سارے کا سارا اور اسی پر ہی اس کی نجات ہو جائے گی۔

لہٰذا رب العالمین نے اس کتاب کی حفاظت کا اہتمام فرمادیا اور یہ بھی اسکی ربوبیت کا تقاضا تھا کہ ذریعہ ہدایت کو محفوظ فرمادے۔کیسے؟ فرمایا، حفاظت تو تب ہی ہے کہ انسانوں میں ہو اس کے صحیح جاننے والے ہوں، ماننے والے ہوں اور اس کے صحیح احکام پر عمل کرنے والے صفحۂ ہستی پر موجود ہوں اور اس میں کوئی خرابی نہ کر سکے حفاظت تو اس کا نام ہے لہٰذا اس نے اپنی مخلوق میں سے بندے پسند کر لئے چن لئے اس کی اپنی مرضی ہم کسے اچھا سمجھتے ہیں یہ اور بات ہے وہ کسے چن لیتا ہے یہ اور بات ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ افروز تھے ایک غریب صحابی نوجوان تھا پھٹے ہوئے لباس اور پریشان بالوں کے ساتھ گزرا آپ کی نظر مبارک پڑی تو ساتھ بیٹھے ہوئے خدام سے آپ نے استفسار فرمایا کہ یہ جو جوان جا رہا ہے اس کے بارے تمہارا کیا خیال ہے۔کہنے لگے، حضور! بے روزگار سا آدمی ہے اور نیم پاگل سا ہے اور ایسا ہے کہ اسے تو کوئی رشتہ دینے کو بھی تیار نہیں۔آپؐ نے فرمایا لیکن اللہ کے نزدیک اس کا مقام ایسا ہے کہ اس کے منہ سے کوئی بات نکل جائے اللہ پوری کر دیتا ہے یعنی عنداللہ اس کا مقام و مرتبہ یہ ہے کہ اگر کچھ کہہ دے گا وہ ہو جائے گا۔ہمارا معیار کیا ہے، ہم کسے سمجھتے ہیں کہ مناسب ہے موزوں ہے، اسکا اپنا انتخاب کیا ہے جسے وہ مناسب سمجھتا ہے اُسے حفاظت قرآن کیلئے چن لیتا ہے۔اور میں نے یہ دیکھا ہے کہ بیشتر وہ لوگ جنہیں دنیا غربت کی وجہ سے یا کسی کمزوری کی وجہ سے ناکارہ سمجھتی ہے انہیں وہ سب سے زیادہ پسند کر لیتا ہے پھر کسی کے سینے میں پوری کتاب رقم کر دیتا ہے اور ساری زندگی اس کے سینے میں رقم رہتی ہے یہ حفاظت کا عجیب ایک ایسا ذریعہ ہے کہ کتاب سے تو کوئی زیر زبر مٹا دے اس دل سے کون کھرچ کے نکالے۔جہاں کوئی ایک زیر زبر غلط پڑھے گا پیچھے سے بندے بول اٹھیں گے کہ زیر نہیں زبر ہے، زبر نہیں زیر ہے اب اسکا کوئی حل کفر کے پاس نہیں ہے کہ وہ حفاظ کے سینے سے کھوج کر نکالے اور یہ ایک معجزہ قرآن حکیم قدرت باری کا ہے۔آپ چھوٹی سی کتاب ایک چھوٹا سا پیراگراف کسی کو یاد کرا دیں اور اسے دہرانے کے لئے کہیں ہو بہو نہیں دہرائے گا مفہوم وہی ہوگا الفاظ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی لفظ بدل جائے گا اکثر تو مفاہیم بدل جاتے

ہیں لیکن الفاظ ہو بہو یاد نہیں رہتے سوائے قرآن کریم کے۔ دنیا کی کسی کتاب کا ایک پیرا آپ یاد کرلیں ہو بہو الفاظ یاد نہیں رہیں گے کہیں بدل جائے گا، کہیں زیر زبر بدل جائے گی اور پھر عجیب بات ہے سات آٹھ سال کا بچہ ہے تیس پارے اس کے سینے میں ہیں اسی سال کا ضعیف آدمی ہے بات کرنے میں بھولتا ہے، روٹی پانی مانگنے میں بھولتا ہے۔ قرآن کی بات کرو تو پرانا حافظ ہے اُسے ازبر ہے بالکل آنکھیں نہیں ہیں اندھا بندہ ہے کوئی دکھائی نہیں دیتا مگر قرآن ازبر ہے۔ اب چونکہ نوع انسانی میں حفاظت مطلوب تھی نوع انسانی میں سے ایسے بندے چن لئے جن کے دلوں میں، سینوں میں، نہاں خانہ دل میں اتار دیا اس کو اور یہ قیامت تک انشاءاللہ جاری رہے گا اسے کوئی نہیں روک سکتا پھر ایسے بندے پیدا کر دیئے جو اس طلب میں اس تلاش میں رہتے ہیں۔

انسانی زندگی بڑی عجیب ہے اور انسان بڑا مطلق العنان ہو کر زندہ رہنا چاہتا ہے۔ ہمارے نزدیک جو لوگ بہت کمزور ہیں ان لوگوں میں جا کر بیٹھیں تو وہ اپنی عبادت ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ میری عادت ہے میں مختلف لوگوں سے ملتا رہتا ہوں زندگی کو دیکھنے کیلئے تو میرے ذہن میں ایک خیال ہوتا تھا کہ یہ جو خانہ بدوش ہوتے ہیں کہ یہاں سے جھگی اٹھائی وہاں لگالی ان کا کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔ روٹی گدا کر کے کھاتے ہیں شام کو جھگی میں پڑے رہتے ہیں یہ آزاد لوگ ہونگے بڑے مزے میں ہوں گے۔ چلو عقیدہ ایمان ایک الگ بات ہے لیکن جو ہمارے دنیاوی مسائل ہیں۔ (Honour) کا مسئلہ باپ مر گیا تو اگر اب ذبح نہیں کیے گا تو میری عزت نہیں رہے گی جب تک چار دنبے ذبح نہیں ہونگیں فلاں نے دس ہزار کے دنبے کی قربانی کی اگر میں بیس ہزار کا نہیں لاتا تو میری عزت نہیں رہتی۔ دین میں بھی، زندگی موت میں بھی، جنازے میں بھی، قبر بنانے میں بھی ہمیں تو آنر نے مار دیا۔ تو میں نے کہا یہ تو اس سے آزاد ہوں گے تو میں نے ان کے پاس بیٹھ کر، ان کے پاس آ جا کر دیکھا ان میں یہ انا ہم سے زیادہ ہے اور ان کی ایک دوسرے کے ساتھ ہم سے زیادہ لگتی ہے، کھاتے گدا کر کے ہیں یعنی انسان کے مزاج میں ہے کہ وہ مطلق العنان ہو کر اور اپنے آپ کو سب سے بالاتر کر کے زندہ رہے اور یہی سب سے بڑی بات ہے کہ انسان یہ سمجھ جائے کہ مطلق العنانی میرا حق نہیں یہ اُسے سزاوار ہے یہی سارا دین ہے سارے کا سارا دین یہی ہے! جب یہ بات سمجھ آجائے تو پھر پتہ چل جاتا ہے کہ میں اپنی مرضی سے نہ کھاؤں میں مطلق العنان تو نہیں ہوں میں اپنی مرضی سے نہ سوؤں الصلوۃ خیر من النوم۔

آذان ہوگئی اب بس، خواہ آدھا گھنٹہ سوئے ہو یا گھنٹہ سوئے ہو، یا ساری رات سوئے ہو اب سونے کی اجازت نہیں اب اٹھو۔ یعنی زندگی سارے کی ساری کسی اور کی پسند پہ چلی گئی اور اس کا دوسرا پہلو دیکھا جائے تو انسان کی عظمت کی انتہا ہے کہ اس کے سونے جاگنے اٹھنے کے پروگرام اللہ کریم بنائے کتنا اہم ہے وہ شخص کہ جس کے کمانے خرچ کرنے کا میزان جسکی دوستی دشمنی کا فیصلہ جس کے سونے جاگنے کے پروگرام بارگاہ الوہیت سے بنیں بارگاہ رسالت سے عطا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انسان کے لئے اس سے بڑی عظمت کا کوئی تصور ہی نہیں اور کتنے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اس نے حفاظت دین کے لئے جو خود وعدہ فرمایا تھا اس نے وہ مسبب الاسباب ہے دنیا عالم اسباب ہے اور وہ اپنے ضابطوں کی خلاف ورزی خود بھی نہیں کرتا۔

زندگی میں ہر جگہ استثناء ملے گا اس لئے کہ یہ ثابت رہے کہ اللہ قادر ہے اور وہ مجبور نہیں ہے کہ اس طرح کیا جائے، میں نے ایک دفعہ مستثنیات جمع کی تھیں اور مجھے اب یاد نہیں لائبریری میں شاید وہ کاغذ اب بھی پڑا ہو تو زندگی کے ہر شعبے میں استثناء موجود ہے ہر جانور کے دو پھیپھڑے ہوتے ہیں سانپ میں جو اژدھا ہوتا ہے اس کا ایک پھیپھڑا ہوتا ہے یعنی اس طرح کی اب ہر جانور کا نیچے کا جبڑا حرکت کرتا ہے اوپر کا جبڑا فکس ہوتا ہے مگر مچھ کا اوپر کا جبڑا حرکت کرتا ہے نیچے کا فکس ہوتا ہے یہ استثناء ہے کہ اللہ مجبور نہیں ہے کہ ایسا ہی بنائے اسی طرح بہت سی میں نے مستثنیات

جمع کیں تھیں مجھے اب یاد نہیں ہیں زندگی کے ہر شعبے میں استثناء ہے اب عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا استثناء ہے کہ وہ مجبور نہیں کہ مرد اور عورت کے ملاپ سے بچہ پیدا کرے یہ استثناء ہے وہ قادر ہے بغیر مرد کے بھی پیدا کرسکتا ہے لیکن استثناء میں بھی اسباب کو نظر انداز نہیں فرماتا جبرائیل امین کو حکم دیا کہ تم جا کے دم کرو یعنی سبب ہونا چاہئے عالم اسباب ہے سبب ہونا چاہئے تو مستثنیات کے پیچھے بھی اسباب ہیں۔ یہاں بھی حفاظت کیلئے عالم اسباب میں اُس نے سبب انسانی سینوں کو بنا دیا، انسانی قلوب کو بنا دیا اور ان میں رقم کر دیا۔ اُس نے انسانی زبانوں اور انسانی دماغوں کو سبب بنا دیا فر فر سارا دین ضبط کر دیا ان کے ذہن میں اور ان کی زبانوں سے جاری کر دیا ان کے اعضاء و جوارح کو سبب بنا دیا قیام دین کا اور وہ عمل کئے جا رہے ہیں اور دنیا کو جہاں سے جہاں چلی جائے جو کسی کا جی چاہے کرے جتنا ظلم ہو جتنی زیادتی ہو آرام ہو یا تکلیف ہو کئے جا رہے ہیں۔

تو اہل علم کا وجود، علماء کا وجود، طلباء کا وجود قرآن کی حفاظت الہیہ کے اسباب میں سے بہت بڑا سبب ہے اور عالم اگر اپنی عظمت سے آشنا ہو تو اللہ نے جسے دین کا علم دے دیا ہے اس کے لئے دنیا کی سلطنت کی کوئی حیثیت نہیں وہ فانی ہے۔ چند روزہ ہے اور آدھے سے زیادہ مخلوق حکمرانوں پہ لعنت بھیجنے والی ہوتی ہے جبکہ عالم دین کے لئے شجر اور حجر بھی دعا کرتے ہیں اسے زوال نہیں ہے۔

عنداللہ عظمت ہے اسکی۔ ہم اہل علم اور اہل دین کا طبقہ جو ہے اس عہد میں آ کر کمزور بھی ہو گئے اور بدنام بھی میں یہی آخری بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

ہم اگر متقدمین کو دیکھیں تو سب سے پہلے دین کے امین ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین۔ جہاد بھی کئے انہوں نے تبلیغ بھی عملاً کی، ہماری طرح تقریریں نہیں کیں۔ جہاں سے گزر جاتے لوگوں کو پتہ چلتا یہ بندہ کوئی مختلف قسم کا ہے۔ بول چال الگ ہے اس کے ملنے جلنے کے انداز الگ، اس کے کام کرنے کا طریقہ ہے اور ہے بڑا مزے دار، ایسا ہی ہونا چاہیے۔ اسلام اس طرح سے پھیلا، آپ کو کوئی جلسہ کوئی لمبی تقریر کوئی بڑا رسالہ اس عہد میں نہیں ملتا۔

ابوبکر صدیقؓ خلیفہ منتخب ہو گئے اس وقت بھی ہاتھ پر کپڑے کے تھان لئے بازار میں بیچتے ہوتے تھے جو وقت بچتا تھا حتیٰ کہ گزارش کر کے منع کیا گیا کہ امور خلافت میں سے اتنا وقت نہیں بچتا کہ آپ یہ کام کریں آپ وظیفہ لیں اور سارا وقت دیں تو آپ نے فرمایا پھر جس پہ میرا گزارہ ہو جائے اتنا میرا وظیفہ مقرر کر دو۔ لیکن وقت وصال دو وصیتیں کیں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا کہ میرے بیٹے یہ جو پرانی چادر میرے تن پہ ہے اس کا میرا کفن بنا دینا انہوں نے کہا ابا جی ساری دنیا کے لئے کپڑا ملتا ہے آپ کے لئے کیا نیا کپڑا نہیں ملے گا آپ نے فرمایا نیا کپڑا کسی زندہ کے کام آ جائے گا میرے لئے میری چادر کافی ہے میری رفیق ہے پرانی اور دوسرا فرمایا کہ میں جب سے خلیفہ منتخب ہوا ہوں تب سے میرے وصال تک بیت المال سے جو کچھ آیا ہے میری جائیداد بیچ کر واپس کر دیا جائے۔

چونکہ یہ طریقہ کار رہا ہے تمام علماء کا امام ابوحنیفہؒ بڑے تاجر تھے امام ابو یوسفؒ تاجر تھے۔ شمس اللہ العلماء حلوائی تھے مٹھائی بیچا کرتے تھے اور جب وہ سمجھتے کہ آج کے دن کا گزارا ہو گیا دوکان بند کر کے اپنے مکتب میں جا بیٹھتے تھے باقی کام پڑھنے لکھنے کا کرتے تھے ہمارے بزرگوں کا طریقہ یہ رہا ہے کہ دین کا کام اولیت دیکر کیا لیکن رزق پیدا کرنے کا کام اتنا ضرور کیا کہ رزق میں کسی کی محتاجی نہ ہو۔

برصغیر میں ہمارا جو نظام تعلیم تھا وہ علماء کے ہاتھ میں تھا انگریز کے آنے سے پہلے بڑے بڑے عظیم مدارس تھے، جامعات انہیں کو کہتے تھے جو انگریزی کا لفظ ہے یونیورسٹی، جامعہ اس کا عربی ترجمہ ہے۔ اب تو جہاں جمعہ پڑھا جاتا ہو اسے جامعہ مسجد کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ جمعہ پڑھنے سے مسجد جامع نہیں بنتی۔ جامعہ کا مطلب ہے یونیورسٹی یعنی دنیا کے تمام علوم کا

مرکز۔ تو جامعات جو تھیں ان میں دین و دنیا دونوں یکساں تھے جرنیل بھی وہاں سے آتے تھے فن حرب وضرب بھی سکھایا جاتا تھا میڈیکل سائنسز پڑھائی جاتی تھیں۔ طبیب بھی وہیں سے آتے تھے، استاد بھی وہیں سے آتے تھے، سپاہی بھی وہیں سے آتے تھے اور عالم حافظ اور صوفی بھی وہیں سے آتے تھے انگریز نے جب قبضہ کیا تو لارڈ کلائیو نے جو رپورٹ بھیجی اسکی نقل یہاں قائداعظم لائبریری لاہور میں بھی ہے پہلے انڈیا آفس برطانیہ میں ملتی تھی اس میں اس نے لکھا کہ برصغیر میں مسلمانوں کے پڑھے لکھے لوگوں کی تعداد چوراسی فیصد ہے انہیں کیسے قابو کیا جائے جس قوم کے چوراسی فیصد لوگ پڑھے لکھے ہوں چنانچہ انہوں نے کوشش یہ کی ایک دم سے یہ حکم دیا کہ جو بندے بھی دینی اداروں کے پڑھے ہوں انہیں سرکاری نوکری نہ دی جائے دینی اداروں سے زمینیں واپس لیں جاگیرداروں کو جو لاکھوں سینکڑوں مربع زمین الاٹ ہوئی ہے اس میں اسی فیصد زمین دینی اداروں سے چھینی گئی ہے اس طرح سے انہوں نے غنڈے پالے اور دینی اداروں کو بند کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ یہ بہت بڑا جہاد تھا اس عہد کا جو علماء نے کیا کہ زکوٰۃ جمع کی خیرات مانگی در در پہ جا کر دو دو آنے مانگے لیکن اُس دینی تعلیم کے سلسلے کو جاری رکھا اتنے وسائل انہیں میسر نہ آئے کہ وہ یونیورسٹی کی طرح دین و دنیا کو متوازی چلا سکیں اور یہ جو سوڈیڑھ سو سال کا عرصہ جو عذاب الٰہی کا انگریز کی غلامی کا تھا اس میں ایسے لوگ جن کے پاؤں پھولوں پر ہونے چاہئیں تھے وہ بوریئے پر سوئے اور مٹی کے دیئے کی لو میں چھوٹے چھوٹے حجروں میں زندگی بسر کر گئے جن کی پاکدامنی پہ فرشتے بھی ناز کیا کرتے تھے۔ اللہ نے انہیں سبب بنایا مجھ تک آپ تک یہ نعمت پہنچی ورنہ ہم بھی ''واہ گرو واہ گرو'' کر رہے ہوتے۔ اللہ نے اس سرزمین پر انہیں ہدایت جاری رکھنے کا سبب بنایا۔ لیکن جب ملک مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا علماء کو بھی چاہیے تھا تقاضا کرتے حکمرانوں کو بھی چاہیے تھا حیا کرتے اور دینی اداروں کو پھر وہی مرتبہ ملتا جو انگریز کے قبضے سے پہلے تھا۔ لیکن ہماری بدقسمتی کہ حکومت کے کھربوں کے بجٹ میں دین کے لئے ایک پائی نہیں ہوتی یعنی دین کے لئے کوئی تبدیلی نہیں آئی کہ انگریز حاکم ہے یا مسلمان حاکم ہے دین دین دار اور دینی اداروں کے ساتھ اب بھی وہی سلوک ہو رہا ہے جو انگریز کے زمانے میں تھا لیکن اس کے باوجود میری گزارش یہ ہے کہ ہر دینی ادارہ اپنے بچوں کو ضرور رزق کے حصول کا کوئی ہنر بھی سکھائے انہیں ویلڈنگ کرنا ہی سکھا دیں، انہیں لکڑی کے دروازے بنانا ہی سکھا دیں، انہیں اینٹوں کی دیوار بنانا ہی سکھا دیں انہیں گارے سے مٹی سے گھر بنانا ہی سکھا دیں، سکھائیں ضرور کہ حصول رزق میں انہیں دین کا سہارا نہ لینا پڑے کیونکہ یہ دو حصے ہیں جیسا آقائے نامدار ﷺ کا ارشاد ہے فرمایا۔

اَلْعِلْم جسے مکمل علم کہتے ہیں علماءؒ اس کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ہے عِلْمُ الْاَدْیَان نار میٹو سائنسز کا علم۔

دین کا علم عقائد کا علم ذات باری صفات باری کا علم عظمت نبوت و رسالت کا علم کتاب کا علم حدیث کا علم فقہ کا علم پچاس فیصد علم یہ ہے اور پچاس فیصد عِلْمُ الْاَبْدَان فزیکل سائنسز کا علم وجودی اشیاء کا علم دنیا میں کام کس طرح کرنا ہے۔ رزق کس طرح کمانا ہے صحت و بیماری کا حصول کیا ہے تاکہ دونوں شعبوں میں وہ خود کفیل ہو اپنے لئے اللہ سے رزق حاصل کرے، بندوں کا محتاج نہ ہو کسی کی دین کا اور کسی کی عطا کا محتاج ان کو نہیں ہونا چاہیئے دنیا کو ان کا محتاج ہونا چاہیئے۔

امام احمد بن حنبلؒ ساری زندگی چند کنال زمین پہ گزارا فرماتے رہے اور اس کے بھی تین حصے فرماتے تھے جو آمدن آتی پہلے تو جو مزارع ہوتا وہ اپنا حصہ رکھ لیتا کیونکہ خود تو کام کرنے کے قابل نہیں رہے تھے جب سے خلیفہ نے سزا دی۔ یہ جوڑ نکال دیئے بازوؤں کے پشت مبارک کی کھال چیر کر اس میں کنکر رکھ کر درے مارے گئے تو کام نہیں کر سکتے تھے تو جو آمدن آتی تو اس کے تین حصے کرتے تھے کہتے تھے ایک تو اللہ کی راہ میں دے دو ایک آئندہ فصل کی تیاری کیلئے خرچ کرنے کے لئے لگے گا اور ایک تین سو پینسٹھ دنوں پہ تقسیم کر دو وہ میری سال کی

خوراک ہے اُسی میں گزارا فرماتے تھے۔

تو جب تک اہل علم کا رویہ یہ رہا تب تک دین بھی سر بلند رہا اور دین دار بھی سر بلند رہے اور یہ عظمت ان کا حق ہے اللہ نے انہیں دی ہم سے یہ کوتاہی ہوئی کہ ہم دانہ گندم کے لئے دوسرے کے محتاج ہو گئے ہم نے یہ سمجھا کہ اب میں نے قرآن حفظ کر لیا اب یہ کافی ہے مجھے کام کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ دوسرے کی نسبت عالم دین کو کام زیادہ کرنا چاہیے اور کسی کو یہ امید ہو کہ یہ میری مدد کر سکے گا۔ عالم کی یہ توہین ہے کہ کوئی یہ کہے کہ یہ میری مدد کا محتاج ہے جس کے ساتھ رب ہے وہ کسی کا محتاج کیوں ہو، لوگوں کو اس کے در پہ آنا چاہیے اُسے انہیں اللہ کا در دکھانا چاہیے۔ اس کے پاس آئیں گے وہ اللہ کے دروازے پہ پہنچائے گا دنیا دار کے پاس جائیں گے وہ خود فرعون بن کے بیٹھ جائے گا خود گمراہ ہے انہیں بھی گمراہ کرے گا۔

تو یہ جو آپ کو ایک ماحول نظر آتا ہے کہ علماء علم، اہل علم اور علم دین کے خلاف ایک رویہ ایسا ہے کہ انہیں اس طرح معزز نہیں سمجھا جاتا جس طرح ایک انگریزی پڑھے لکھے کو یا ایک بی۔اے کو ایم۔اے کو سمجھا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے، اہل علم نے، علماء نے خود کو محتاج کر دیا ۔اول تو اداروں میں اہتمام ہونا چاہیے اگر اداروں میں اہتمام نہ ہو تو پھر میری گزارش یہ ہے کہ ہر ادارہ اپنے طالب علم کو ایک سٹیج پر کسی کاریگر کے پاس ضرور بھیجے اُسے طبیب بنا دے اُسے لوہار، ترکھان بنا دے وہ کسی کا محتاج نہ ہو اپنی مزدوری کر کے روزی کھا سکتا ہو۔ اسے کسان بنا دے اُسے ڈرائیور بنا دے تنخواہ پر گاڑی چلاتا رہے، اُسے دوکانداری کا فن سکھا دیں، چھوٹی سی دوکان بنا کے بیٹھ جائے۔ عظمت دین کے امین اگر اپنی ذات کی عظمت قائم نہ رکھ سکے تو دین کی کیا خاک رکھ سکیں گے۔ ایک آدمی کو آپ پہرہ دار بناتے ہیں کہ میرے گھر کا پہرہ دینا لوگ اگر اس کی اپنی جیبوں سے چیزیں چرا کر لے جاتے ہوں تو آپ کے گھر کا کیا پہرہ دے گا۔ اہل علم عظمت الٰہی، عظمت رسالت، عظمت دین الٰہی کے پہرہ دار ہیں اب اگر یہ اپنی عظمت کی حفاظت کے قابل نہ ہوئے تو پھر دوسرا کیا خاک حفاظت کا حق ادا کریں گے۔ لہٰذا میری گزارش یہ ہے کہ علماء حضرات سے بھی اور طلباء حضرات سے بھی، بچوں کے لئے ایک وقت ضرور نکالا جائے جس میں کسی کو آپ موٹر مکینک کے پاس بھیج دیں، کسی کو آپ خراد والوں کے پاس بھیج دیں۔ کسی کو الیکٹریشن کے پاس بھیج دیں بجلی لگانا ہی سیکھ جائے۔ بچوں کو حصول رزق کیلئے دین پر بھروسہ نہ کرنا پڑے انہیں یہ سمجھائیں کہ دین اللہ کی امانت ہے اور تم اس کے امین ہو اور یہ تمہیں آگے پہنچانا ہے اس میں کوئی گڑبڑ کرے تو نہیں کرنے دینا یہ تمہاری ذمہ داری ہے لیکن زمین پر رہتے ہو، روزی تمہیں بھی کما کر کھانا ہے۔ اس کی تنخواہ نہیں ملتی اس لئے کہ تم اس میں بھرتی نہیں ہوئے اس نے تمہیں چن لیا اور اُس کا یہ جو عطا کر دیا گیا دین یہ ساری تنخواہوں سے بڑی تنخواہ ہے۔ قرآن حکیم جو تمہارے دل میں ضبط کر دیا گیا ہے یہ سب سے بڑا انعام ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں حفاظ سے فرمائے گا اللہ کریم کہ الحمد سے شروع ہو جا اور زینے چڑھنے شروع کر دے اور پڑھتا جا اور اوپر چڑھتا جا جتنی اعلیٰ جنت میں جا سکتا ہے۔ ان کے والدین کو حضور ﷺ فرماتے ہیں تاج پہنائے جائیں گے میدان حشر میں جہاں لوگوں کو نفسا نفسی پڑی ہوگی لباس میسر نہیں ہوگا ہر کوئی اپنے پسینے میں غرق ہوگا وہاں تاج پہنائے جائیں گے اسکا بیٹا اسکی بیٹی حافظ قرآن ہے تو یہ سب کچھ تو آپ لے چکے تو جسے دین کیلئے یا جسے منبر رسولؐ پر بیٹھنے کی اجازت اللہ نے دے دی اب اس سے بڑی بات اگر وہ چاہتا ہے تو وہ بیوقوف ہے دنیا کی کوئی سلطنت اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہم چونکہ دنیا میں ہیں ہمیں کام کرنا چاہیے اور کام سیکھنا چاہیے۔ میری گزارش یہ ۔ہے کہ آدھا دین حصول علم دین ہے اور آدھا دین حصول رزق کے وسائل کو جاننا ہے اللہ کریم یہ دونوں عطا کر دیں تو مکمل دین ہو جاتا ہے اور اللہ کرے یہ تبدیلی جلدی آئے اور جب یہ تبدیلی آ گئی پھر عزت صرف اہل دین کی ہوگی پھر دنیا داران کے سامنے نہیں ٹھہر سکیں گے۔

اب جو ہماری کمزوری ہے وہ صرف یہ ہے کہ ہم دین کو ذریعہ معاش

بھی بنا لیتے ہیں۔ جس پر اللہ ہمیں معاف فرمائے اخروی نقصان نہ ہو لیکن دنیاوی نقصان یہ ہوا ہے کہ اہل علم کی آبرو نہیں رہی، علم کی عظمت نہیں رہی اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جاہل بے وقوف سے لوگ ہیں اور روزانہ اخباروں میں آتا ہے کہ یہ علماء جو منتخب ہو گئے ہیں یہ جاہل ہیں انہیں آتا جاتا ہی کچھ نہیں کیا روز نہیں آتا اخباروں میں؟ اور بڑے دھڑلے سے آتا ہے تو اس کا رد بھی علماء اور طلباء کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ ان دنیا داروں کو دکھایا جائے کہ ہم حصول رزق میں بھی تمہارے نہیں اُس کے محتاج ہیں اگر تم رزق کما سکتے ہو تو ہم بھی کما سکتے ہیں، تم حرام کھاتے ہو ہم حلال کماتے ہیں۔ میں نے اچار کے ساتھ ناشتہ کیا اور روز کرتا ہوں ایک چپاتی ہوتی ہے اور ایک اچار کا ٹکڑا ہوتا ہے ایک لسی کا گلاس ہوتا ہے لیکن کسی حکمران کے در پر جا کر بسکٹ اور کیک کھانے سے میری یہ چپاتی اور اچار بہت اچھا ہے۔ کسی میں جرات نہیں کہ وہ مجھے بلا سکے بلکہ یہاں کسی کو ملنے آنا ہو تو وہ بغیر اطلاع کے یا اجازت کے نہیں آ سکتا۔ اس لئے کہ صرف ایک بات ہے کہ انہیں پتہ ہے الحمدللہ یہ کسی دنیاوی معاملے میں بھی ہم سے درخواست نہیں کرتے اسلحہ کا لائسنس بنوایا تو کسی ذاتی تعلق پر نہیں قطار میں کھڑے ہو کر جو ملک کا طریقہ ہے قانون ہے ہم نے بھی اپنا بندہ کھڑا کر دیا ہمارے بھی بن گئے نہیں بنا نہ سہی۔ الحمدللہ سارا دن مزدوری کرتے ہیں سارا دن کام کرنے کے باوجود کاشتکاری کے لئے بھی وقت نکالتا ہوں خود اپنے ہاتھ سے کام کرتا ہوں مزدوروں کے ساتھ کام کرتا ہوں۔ جب تپتی دوپہر میں ڈرائیور کو کہتا ہوں تم گھنٹہ آرام کر لو میں گھنٹہ کام کرتا ہوں کہ دوپہر ہے گرمی ہے تم نے تو سارا دن کرنا ہے میں نے تو یہ ایک گھنٹہ کرنا ہے خود کرتا ہوں۔

تو میں یہ چاہتا ہوں کہ سارے اہل علم یہ رویہ اپنائیں کہ اہل علم کی ایک ہیبت ہو ایک عظمت ہو اہل علم کی عظمت علم کی عظمت ہے علم کی عظمت دین کی عظمت ہے اور اللہ اور اللہ کے رسول کی عظمت کا سبب بنتی ہے اللہ کریم آپ سب کی محنت و کاوش قبول فرمائے اور آپ کو عظمت دین کا اور حفاظت دین کا سبب بنائے۔ آمین ☆☆ ☆☆☆☆

کسی یکجائی سے اب عہد غلامی کر لو ملت احمد مرسل ﷺ کو مقامی کر لو

محبت ایک عجیب جذبہ ہے جو کہ اس کارگہ حیات میں بطور خاص نسل انسانی کو عطا کیا گیا۔ تخلیقی طور پر اس مٹی کی مورت میں کئی جذبات رکھ دیئے گئے ہیں۔ نفرت، غصہ، حسد، کینہ، بغض، لالچ اور محبت۔

محبت ہے کیا اس کی Defination کیا ہے۔ اس جذبہ کو کس طرح لفظوں کا لباس دیا جائے کہ پڑھنے والے کو کما حقہ اس جذبہ کی سمجھ آ جائے انسانی محبت کیا ہے انسان کسی خوبصورت چیز کو دیکھ کر اس کی طرف لپکتا ہے۔ کوئی شعر کے حسن پہ مر جاتا ہے۔ اس کے زیر و بم الفاظ کا انتخاب، تراکیب ایسی ہوتی ہیں کہ وہ عش عش کر اٹھتا ہے۔ کسی کو اس کی سمجھ تو نہیں ہے مگر گانے والی آواز ایسی خوبصورت ہے کہ وہ سر دھنتا ہے اور اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ کوئی کسی کی قد و قامت صورت پر فدا ہو جاتا ہے۔ کسی کو کسی کی کوئی ادا پسند آ گئی تو وہ زندگی تج دیتا ہے کسی کی شکل و صورت تو ایسی نہیں ہوتی کہ کشش پیدا ہو لیکن اس کی کسی ایسی خوبی پر فدا و نثار ہو جاتا ہے کہ اللہ دے اور بندہ لے۔

غرضیکہ دنیا میں ہر انسان کسی نہ کسی خوبی پر جان دیتا ہے فریفتہ ہو جاتا ہے اس پر نثار ہونا چاہتا ہے اس کے لئے تمام صلاحیتیں، تمام وسائل، تمام دماغی قوتیں، تمام جذبات اس کے پیچھے لگا دیتا ہے کسی کو اولاد سے محبت ہے تو ماں اس کے لئے ساری زندگی اس کی سوچوں میں لگا دیتی ہے۔ کسی کو دولت سے پیار ہے تو وہ ساری زندگی اسے کمانے میں حاصل کرنے میں گزار دیتا ہے۔

لیکن ایک ہستی اس کائنات میں ایسی بھی ہے کہ جتنی خوبیاں، جتنی صفتیں، جو کچھ بھی حسن و جمال لطافت و کمال اس عالم رنگ و بو میں اللہ نے تخلیق کیا ہے۔ اگر کائنات بسیط میں ساری خوبیوں کا جمع کر لیا جائے اور ڈھیر لگا لیا جائے اور ایک مینار تعمیر کیا جا سکے تو جہاں ساری خوبیوں اور کمالات کی انتہا ہو گی وہاں سے عظمت مصطفی ﷺ شروع ہو جائے گی سارے کمالات ساری خوبیاں سارا حسن و جمال سب کچھ سرور کونین رحمت مجسم خاتم النبیین افضل البشر، وجہ تخلیق کائنات محبوب الٰہ سرکار دو جہاں رحمۃ اللعالمین کے قدموں کی جھول، قدموں کی دھول ہے۔ جہاں جہاں نقش محمد رسول جلوہ فگن ہیں اس بوڑھے سورج کو یاد ہے کہ اس کی روشنی کم ہے اور نقش کف پائے حبیب کبریا محمد رسول اللہ ﷺ وہ زیادہ روشن ہیں اور قیام قیامت تک راہ ہدایت بنتے رہیں گے جس طرف آپ نے نگاہ مبارک اٹھائی۔ وہ فضا دوسری فضاؤں سے افضل ہو گئی مٹی کے وہ ذرات جن کو آپ کے تلوؤں کی قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی وہ ساری کائنات کے انسانوں سے بہتر ہیں کہ ان کو نگاہ عالی نصیب ہوئی۔

از ایسی بات ہے کہ آپ سرکار دو عالم ﷺ ایسی خوبیوں اور حسن و کمال اور جمالات کے حامل ہیں تو بندہ یہ مشت غبار یہ مٹی کی مٹھ یہ محمد رسول اللہ کا عاشق محمد رسول اللہ پر کیوں نہیں مرتا؟

☆ تحریر۔ ابوبکر صدیق، فیصل آباد

دھمکی اور دھماکے.............آؤ بیعت کرلیں

حشام احمد سید (کینیڈا)

لندن میں بھی بالاخر دھماکہ ہو ہی گیا' کچھ کا کہنا ہے کہ یہ تو ہونا ہی تھا' بیان یہ جاری ہوا کہ یہ لندن کی تاریخ کا بدترین حادثہ ہے خیر اس کا تجزیہ کون کرے حادثہ تو حادثہ ہی ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ ایسے واقعات سے معصوم جانیں جو ضائع ہو رہی ہیں ان پہ اور ان کے گھر والوں کے ساتھ افسوس و ہمدردی ہونی ہی چاہئے۔ دہشت گردی چاہے عراق میں ہو کہ افغانستان میں' نیو یارک میں ہو کہ لندن میں' پاکستان میں ہو کہ لبنان میں یہ ایک ناقابل معافی جرم ہے اور کوئی بھی ذی شعور و باہوش آدمی اسے اچھا نہیں سمجھ سکتا۔ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے اس کا سدباب کیسے ہو؟ کیا یہ مکافات عمل ہے؟ کیا یہ ردعمل ہے؟ اس پہ تو غور کیا ہی جانا چاہئے انسان کسی بھی خطہ زمین پہ کیوں نہ بسا ہوا ہو' کسی بھی مذہب و معاشرت کا ہو اس کی جان اس کے خالق کو ایک جیسی عزیز ہے' یہ کروایا جائے یا کوئی سرپھرا چاقو سے ایک شخص کا قتل کرے' یا بم سے چند لوگوں کو اڑا دے تو اس کی سزا اس قوم کے دوسرے معصومین کی لاکھوں جانوں کا نذرانہ نہیں اور نہ کسی ملک پہ گھس کے جابرانہ قبضہ ہے اور نہ ان کی عورتوں کی عصمت ردی ہے نہ بچوں کا قتل اور نہ بچنے والے کے مستقبل کو تاریک کرنے کا عمل ہے۔ اس سے بات ختم نہیں ہوتی بلکہ انتقامی کارروائی بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ یہ بھی عجیب صورت حال ہے کہ حادثہ ہوتے ہی ثبوت اکٹھا کرنے سے پہلے ہی تان ٹوٹتی ہے اسلام اور مسلمانوں پر اور اب خبروں پہ شک و شبہات اتنے ہیں کہ ثبوت بھی خود بنالیا جاتا ہے' آج تک 9/11 حادثہ بھی شبہات ہی میں دفن ہے کہ آخر کون اس کے پیچھے تھا؟ کیا القاعدہ تھا' کہ موساد ایک شرپسند یہودی جماعت تھی' یا خود امریکی حکومت ہی کی چال ہے یا سی آئی اے اس کے پیچھے ہے تاکہ دوسرے ممالک پہ جا کے قبضہ کیا جا سکے۔ ابلاغ عامہ میں اس حادثہ کی بے شمار تفصیلیں' تصویریں' تفسیریں سامنے آئی ہیں جس سے الجھن میں اضافہ ہی ہوا ہے' یہی کچھ صورتحال 7/7 کی بھی لگتی ہے لندن میں اس حادثے کے بعد بھی جو تفصیلات سامنے آئی ہیں ان سب نے نئے سوالات اور شکوک و شبہات کو یقینی بنا دیا ہے۔ (۱) CCTV کے کیمرے اس علاقے میں ہمہ وقت کام کرتے رہتے ہیں اور دن میں ۳۰۰ سے زائد تصویریں وہ عام لوگوں کی کھینچتے رہتے ہیں پھر جولائی سات کو ان کیمروں کا کام کرنا کیسے اور کیوں بند ہو گیا' کون اس کے ذمہ دار ہیں؟ (۲) دھماکے میں استعمال کئے جانا والا مواد وہ ہے جو فوجی استعمال کرتے ہیں اور ان مواد کا فوجیوں یا حکومتی اداروں کے علاوہ درون برطانیہ عام دستیابی ناممکن ہے' اگر یہ باہر سے لایا گیا تو برطانوی کسٹم اور سیکورٹی کے ادارے کیا کر رہے تھے۔ کیا یہ بھی اس کام میں ملوث تھے؟ (۳) قرآنی حوالہ جات جو اس حادثے کی ذمہ داری قبول کرنے والی انٹرنیٹ پہ موصول ہوئی وہ غلط ہے' کوئی مسلمان جو قرآن جانتا ہے وہ آیات کو غلط نہیں لکھے گا تو پھر یہ خط کس نے لکھا اور یہ انٹرنیٹ یا ویب سائٹ کس نے بنائی؟

Fake Islamic Website DNS ویب سائٹ واشنگٹن ڈی سی میری لینڈ سے Host ہوئی یہ کس ادارے سے رجسٹرڈ کی گئی' اسکی تفصیل سامنے کیوں نہیں لائی گئی؟ (۴) ایک کنسلٹنسی کے تحت لندن پولیس کی مشقیں ان مقامات سے متعلق جاری تھیں جہاں کہ بم کا دھماکہ ہوا بالکل ایسے ہی جیسے کہ امریکہ میں گیارہ ستمبر سے قبل ہوائی

جہاز کے ہائی جیک کرنے کی مشق ممکنہ حادثے سے متعلق جاری تھی' کیا یہ دونوں واقعات اتفاقاً ایسی مماثلت رکھتے ہیں یا یہ کسی اور طرف اشارہ کرتے ہیں؟ (۵) بنجامین نتان یاہو جس نے اس ٹیوب سٹیشن کے قریب تقریر کرنی تھی اسے حادثے سے پانچ منٹ پہلے ہوٹل میں ہی رہنے کو کہا گیا بالکل ایسے ہی جیسے **9/11** کے حادثے سے قبل اسرائیلی کمپنی آن ڈیگو نے **4000** یہودیوں کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں آنے سے منع کر دیا۔ یہ وارننگ صرف اسرائیل نے کیوں دی یہودیوں کو دوسری قوموں کو اس کی خبر کیوں نہیں ہوئی؟ (۶) برطانیہ دوسرے یورپی مملکتوں کے مقابلے میں مسلمانوں کو زیادہ قبول و برداشت کرتا رہا ہے تو اس دھماکے سے وہاں کے رہنے والے مسلمانوں کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے سوائے نقصان کے کہ وہ اس قسم کی کارروائی کریں۔ (۷) موبائل فون کے نظام کو فوری بند کیوں نہیں کیا گیا جو کسی بم کے دھماکے میں معاون ہو سکتا ہے (۸) فری میسن جو ایک خفیہ یہودی تحریک ہے اس کی فکر کی حرف بحرف ترجمانی سر آین بلیر کے بیان سے ہوتی ہے جو حادثے کے بعد جاری ہوئی' کیا یہ بھی اتفاق ہے؟ ایک سینئر پولیس آفیسر نے بی بی سی کو حادثے کے چوبیس گھنٹے پہلے بتایا کہ وہ لوگ ایک بڑے ٹیرارسٹ حملے کی زد میں ہیں؟ (۱۰) اس دھماکے سے قبل ٹیرارسٹ وارننگ الرٹ کا معیار کیوں گھٹا دیا گیا تھا تاکہ اس کا ایسا کرنے والوں کو موقع مل جائے (۱۱) عراق و افغانستان میں معصوم بچوں کو بہیمانہ طور پر کیوں قتل کیا جا رہا ہے تاکہ مسلمانوں اور غیر مسلموں خصوصاً یورپی' امریکی اور عیسائی لوگوں کے درمیان نفرت روز بروز بڑھتی رہے اور لوگ دوطرفہ انتقامی جذبے کا شکار رہیں؟

بحیثیت مسلمان کے کوئی کسی قسم کا ظلم کسی پہ کرے یہ تو ممکن ہی نہیں۔ حضورؐ کی تعلیمات تو یہی ہیں کہ زندگی امانت ہے اللہ کی اور یہ پوری دیانت کے ساتھ گزارنی چاہئے دوسروں کی بھلائی کے بارے میں بھی ویسا ہی سوچو جیسا اپنے بارے میں سوچتے ہو' سیرت رسول کے بے شمار واقعات اور پیرائے ہیں جس میں حضور نے جانی دشمنوں کے ساتھ بھی اور غیر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ بھی ہمدردانہ رویہ اختیار کیا بلکہ احسان مندی اور حسن سلوک برتا' انہیں معاف کر دیا اور کبھی بھی اپنی ذات کے لئے کسی سے کوئی انتقام نہیں لیا۔ یہ بھی کہا کہ آدمی جب کوئی گناہ یا ظلم کرتا ہے تو وہ ایمان کی حالت میں نہیں ہوتا اور اسلام سے نکل جاتا ہے۔ اہل کتاب سے روابط تادم حیات قائم رکھے سوائے ان کے جنہوں نے سازش کی اور امت مسلمہ کو دشمنوں کے ساتھ مل کر نیست و نابود کرنے کا عمل کیا یا تحریک پیدا کی۔ اتباع رسولؐ ہی میں مسلمانوں کو بھی غیر مسلموں سے بھی انسانی اور اخلاقی روابط کی ضرورت ہے تاکہ عالم انسانیت مل جل کر ایک اچھی دنیا کے قیام میں کوشاں ہوں۔ حضور محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی' رسول و پیغمبر ہیں اور وہ کسی مخصوص جماعت کے رسول و نبی نہیں بلکہ عالم انسانیت کے ہیں اور عالمین کے لئے رحمت ہیں' اسی عالمین کے جس کا رب اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہیں سو ہر شخص ان کی امت میں داخل ہے ملک و خاندان و نام چاہے کچھ بھی ہو۔ حق کا راستہ ایک ہی ہے اور اللہ کو وہی قبول ہے جو حضورؐ کے توسط سے ہم تک پہنچا ہے۔ دراصل وہی دنیا میں صرف دو قومیں بستی ہیں۔ ایک وہ جو اطاعت الٰہی و رسول میں سرگرم عمل ہے اور دوسری وہ جو گمراہ ہے تیسری کوئی اور قوم نظریات الٰہیہ کے طور پر موجود نہیں۔ مسلمان کا کام تو رہنمائی کا ہے حضور اکرم ﷺ کے اخلاقی تصویر کی عکاسی کا ہے تاکہ تکمیل انسانیت واخلاقیت کے بعد اس کے تقاضوں کو پورا کیا جا سکے۔ بے راہ روی سے بھی ہمدردانہ رویہ اور ان کی اصلاح' ان کی روحانی اخلاقی تربیت کی فکر کی جانی چاہئے۔ یہ بات مشاہدے اور تجربے کی ہے کہ نرم روی اور ہمدردی کے اثرات غلبہ انتقام اور اشتعال سے زیادہ زود اثر اور دیرپا ہوتے ہیں۔ ہمیں ساری اقوام عالم کو اس بات کا احساس اور یقین دلانا چاہئے کہ ہم ان کے خیر خواہ ہیں اور ہر فرد کی عزت و مال و متاع ہمارے ہاتھ میں محفوظ ہے' ہم ایک فکری اور نظریاتی قوم ہیں اور ہمارا مقصد

نصب العین واضح ہے ۔ ہماری حیثیت ایک معالج کی ہے جو علاج کرتے وقت کسی مریض کے نام و نسل کو نہیں دیکھتا اور ان تعصبات سے بلند ہو کر بیماری کا علاج کرتا ہے۔ ہمیں لوگوں کے دلوں کو فتح کر کے عالم گیر بننے کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ کوئی جغرافیائی حدود میں الجھ کر عصبیت کے شرارے سے خود کو اور ساری دنیا کو جلا ڈالنے کا راستہ اختیار کرے ۔ کائنات یہ زمین صرف اللہ کی ہے ہماری حیثیت فقط ایک امین کی ہے۔ ہمیں اختیار تصرف صرف اللہ کی عطا کی ہوئی نعمت و دولت کی جائز تقسیم کا ہے۔ معاشی اور معاشرتی عدل و انصاف کا قیام ہی ہمارا فریضہ اولیں ہے ۔ دین الٰہی یا اسلام کا پیغام پڑوسیوں سے محبت کرنا تو ہے ہی لیکن اس کے علاوہ کائنات کی تسخیر اور اس کا مفید استعمال بھی ہمارے فریضے میں شامل ہیں اگر ہمیں مٹانا ہی ہے تو نفرتوں اور عصبیتوں کو مٹانا ہے ۔ اگر ہمیں لٹانا ہے تو محبتوں کو لٹانا ہے ہمیں اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کو دوبارہ یکجا کرنا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سارا عالم ہمیں محافظ علم و اخلاق' عزت و وقار' مال و متاع اور سرمایہ فکر و ہنر سمجھے ۔ واقعات کسی بھی فسادی یا شرانگیز جماعت کی طرف سے کہیں بھی ہوں مسلمانوں کو معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ۔ اس لئے کہ اسلام اور انسانیت ہم آہنگ ہیں جو اس ساز کو سمجھ نہیں پاتے ہم انہیں مسلمان ہی کیا انسان بھی تسلیم نہیں کرتے ۔ بے شمار واقعات ایسے بھی ہوئے ہیں کہ اسلام دشمن عناصر نے نام کے مسلمانوں کو اپنی تخریب کاری کے لئے لالچ دے کر یا انہیں گمراہ کر کے یا انہیں ذہنی طور پر مفلوج کر کے استعمال کیا ہے جن کے دلوں میں یقین کا چراغ جل رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ سے محبت کا دریا موجزن ہے اس سے تخریب کاری کا کوئی کام سرزد ہو ہی نہیں سکتا۔ جس سے امت مسلمہ عتاب میں آ جائے ۔ آج کے دور میں یہ ایک عجیب شرانگیزی ہے کہ فتنہ اور فساد پیدا کرنے کے لئے گروہ یا قبیلے یا قومیں اپنے ہی لوگوں کو قتل کرواتی ہیں اور اس قوم کے افراد سے کرواتی ہیں جس قوم پہ تباہی لانی مقصود ہوتا کہ ان کے خلاف نفرت پھیلے اور دوسرے انتقامی طور پر ان لوگوں کا جینا دوبھر کر دیں' در پردہ ایسی چالوں نے اور اپنے ہی درمیان کی کالی بھیڑوں یا ضمیر فروشوں نے امت مسلمہ کو بہت نقصان پہنچایا ہے یہ دور بھی بڑی آزمائش کا دور ہے دشمن ایک تو کھلا ہوا ہے لیکن اس سے زیادہ خطرناک منافقوں کی وہ کھیپ ہے جو کبھی دوست بن کر' خیر خواہ بن کر پیٹھ پہ وار کرتا ہے اور کبھی اسلام کے نام پر غیر اسلامی تصور اور طرز حیات کا پرچار کرتا ہے ۔ ہمیں بہت سوجھ بوجھ سے کام لینے کی ضرورت ہے ورنہ صورت حال تو یہی ہے کہ

کوئی بھی حادثہ کیسا کہیں بھی جو جائے
شک وشبہات کی زد پہ خبر میں رہتے ہیں
کوئی تو اور ہو تیر ستم چلانے کو
نہ جانے ہم ہی کیوں سب کی نظر میں رہتے ہیں

اس وقت دنیا میں بساط صرف دھمکی اور دھماکے کی بچھی ہوئی ہے' قومیں اپنی نفسیاتی اور اقتصادی مشکلوں کا حل جنگ و جدل' قتل و غارت میں ڈھونڈ رہی ہیں ۔ یہ دور دور جہل میں پلٹ چکا ہے اور ان مسائل کا حل صرف اور صرف اس پیغام میں ہے اور اس ذات کی اتباع میں پوشیدہ ہے جسے ہم اللہ کا آخری نبی اور رسول کہتے ہیں ! آئیں ایک بار پھر ہم سب مل کر آپ ﷺ کے ہاتھ پہ بیعت کریں!

☆☆☆☆

خصوصی ہدایت از شیخ المکرّم مدظلہ

تمام صاحبِ مجازین حضرات، ضلعی امراء سلسلہ عالیہ اور صوبائی امراء الاخوان پاکستان کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ اپنی ماہانہ و سہ ماہی رپورٹس باقاعدگی سے مرکز کو بھیجیں ۔

امیر محمد اکرم اعوان

طب و صحت

جگر کی سوزش

ڈاکٹر محمد اقبال ظفر

یرقان A.b.c.d.eHepatitic

اسباب

1- مختلف وائرس۔ 2- کونین کا استعمال

3- صفراوی نالیوں کا بند ہو جانا

4- زہر اور زہریلی دوائیں

5- شراب اور نشہ آور دوائیں

6- دوا کاری ایکشن

7- خوراک کا زہریلا ہو جانا Food Poison

8- صفرا کا خون میں جذب ہو جانا

9- گندی آب و ہوا

10- گٹر سسٹم کی بجائے کھلی نالیاں

11- گندگی کے علاقوں میں مکھیاں اور مچھر

12- بار بار استعمال ہونے والی گندی سرنج

13- گندے اوزار جراحی

14- حجاموں کے گندے استرے اور دیگر اوزار

15- بیمار کا منہ چومنا، 16- بیمار سے جنسی تعلقات

17- بیمار کے جوٹھے برتن میں پانی پینا

18- کمزور ترین لوگوں کو بیمار کے نزدیک زیادہ عرصہ تک رکھنا۔ کمزور لوگوں میں بچے، خواتین، بوڑھے اور پیدائشی کمزور وغیرہ شامل ہیں۔

19- شدید ذہنی دباؤ یا صدمہ فوراً جگر فیل کرنے کا باعث بنتا ہے۔

20- زیادہ عرصہ تک غم زدہ اور پریشان رہنا۔

ڈپریشن میں مبتلا پچاس فیصد سے زائد لوگوں کا جگر متاثر ہو جاتا ہے

21- مشترکہ لیٹرین سسٹم جہاں صفائی اور ہوا کی نکاسی کا انتظام نہ ہو۔

22- مانع حمل ادویات کا استعمال خصوصاً کمزور خواتین کو۔

23- جنسی اشتہاری ادویات کا بار بار استعمال

24- تیز مصالحہ دار کھانے

25- فحش کلچر، جنسی خیالات کا ہجوم اور دماغ پر دباؤ

26- گٹر کے پانی سے دھوئی گئی سبزیاں، دھنیہ، پالک وغیرہ

علامات

بیماری ظاہر ہونے سے چند روز پہلے

1- کمزوری 2- بھوک کی کمی، 3- منہ کا خراب ذائقہ 4- متلی اور قے، 5- پیشاب کی رنگت سرخی مائل جو پانی زیادہ پینے سے بھی صاف نہ ہو۔

6- پیٹ میں ہلکا ہلکا درد، کبھی درد شدید بھی ہو سکتا ہے۔

7- جوڑوں میں معمولی درد کے ساتھ بعض اوقات جسم پر دانے بھی نمودار ہوتے ہیں۔

8- دو، تین دن بخار رہتا ہے جس کے بعد یرقان نمودار ہو جاتا ہے۔

9- جسم کا ٹوٹنا' بے چینی' جسم میں درد

10- نیند میں کمی۔ بعض اوقات نیند بالکل نہیں آتی۔

یرقان ظاہر ہونے کے بعد کی علامات

1- چہرے کی زردی میں روز بروز اضافہ جو کہ چھ ہفتے سے زائد تک رہتا ہے۔

2- پیشاب کی رنگت گہری 3- کمزوری میں اضافہ' 4- وزن گرنا شروع ہو جاتا ہے' 5- پاخانہ کا رنگ ہلکا خاکستری اور کبھی بالکل سفید بھی ہو جاتا ہے' 6- جسم پر خارش ہوتی ہے اور کبھی کبھی دانے بھی نکلتے ہیں۔

علاج

طب نبویؐ سے علاج

اہم ترین ادویات شہد' جو' تربوز' انار' کاسنی' میتھی' گوگل' ریحان' انجیر' منقیٰ' کدو اور مولی ہیں۔

ہومیو پیتھک علاج

1- چلی ڈونیم 30 گولیوں کی صورت میں دن میں تین بار' شدت میں ہر دو گھنٹے بعد۔

ایلو پیتھی

وٹامن بی Vit- B کے مرکبات مفید ہیں۔

گلوکوز مسلسل پلایا جائے۔

انجکشن Jetepar یا Sypjetepar بھی موثر ثابت ہوتا ہے۔

پرہیز

1- مریض بستر پر لیٹا رہنا چاہئے۔

2- قے مسلسل ہو تو ہسپتال میں داخل کروا دیں۔

3- غذا میں انڈے کی سفیدی' کریم نکلا دودھ' دہی' پھلوں کے جوس اور شربت وغیرہ مفید ہیں۔

4- غذا میں چکنائی ہرگز نہ دیں۔

5- گلوکوز لگاتار پیتے رہیں۔

6- مکمل درست ہونے تک بلکہ اس کے بعد تک بھی ازدواجی تعلقات سے پرہیز رکھیں۔

☆☆☆

اناللہ وانا الیہ راجعون

1- اٹک سے سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی ملک امیر حیدر صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ وفات پا گئی ہیں۔

2- اٹک سے سلسلہ عالیہ کے ساتھ محمد حفیظ شاکر صاحب کے بہنوئی خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔

3- گجرات سے سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی ریاست علی صاحب انتقال فرما گئے ہیں۔

4- چیچہ وطنی سے سپیشل کلاس کے ساتھی ڈاکٹر مظفر احمد صاحب کے بھائی ڈاکٹر ظفر احمد صاحب وفات پا گئے ہیں۔

5- فیصل آباد سے سپیشل کلاس کے ساتھی محمد بوٹا اویسی کے تایا جان غلام محمد صاحب (مرید کے) وفات پا گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کو جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ ساتھیوں سے دعا مغفرت کی اپیل ہے۔

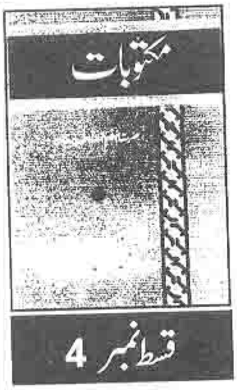

سلسلہ وار..........

مکتوبات از

حضرت العلام **مولانا اللہ یار خان** رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

"کہنے کو مکتوبات ہیں مگر دراصل عرفان و آگہی کا ایسا سمندر جس سے اللہ کی رحمت سے معرفت وحقیقت کے موتی نصیب ہوتے ہیں"۔

از چکڑالہ

مولوی محمد فضل حسین کے نام

الداعی الی الخیر ناچیز اللہ یار خان

بخدمت عزیزم فقیر

السلام علیکم! گرامی نامہ مل کر کاشف حال ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ ہر بات کا جواب سن لیں۔ دو ماہ کی اجازت و گاڑی کی فروخت' ڈیڑھ ماہ بعد کو دی جائے گی۔ گرمیوں میں تمام رفقاء کو دو ماہ کی رخصتیں ہوں گی۔ تو کسی جگہ جنگل میں قیام کرنا ہے' وہاں آپ بھی آ جائیں۔ مل کر معمول کرنے سے زیادہ نورانیت پیدا ہوتی ہے' یہ دوبارہ خط و کتابت سے پھر طے کیا جائے گا۔ فی الحال گاڑی پر کام بھی کریں اور معمول میں پوری طاقت خرچ کریں۔ کہ لطائف ٹھیک ہوں اس وقت۔ دوم عرب جانے کے متعلق دوبارہ مشائخ سے بعد کو دریافت کیا جائے گا۔ سوم' آپ لاہور کی شکایت کر رہے ہیں' اس گمراہی وطغیانی' زنا' چوری' حرام خوری' دھوکہ بازی' قتل' جوابازی' سود خوری' بے نمازی' شراب خوری کا ہر جگہ بازار گرم ہے' لوگوں کے دلوں سے حرام حلال کی' ماں بہن کی تمیز اٹھ چکی ہے' ان سے درندے اچھے ہیں۔ انسان' خصوصاً آج کل پاکستانی مسلمان تین چیزوں سے خالی ہو چکا ہے۔

1-ان کا ایمان خدا اور رسولؐ پر مکمل نہیں رہا ورنہ کچھ تو خوف وحیا کرتے۔

2-رسولؐ سے جو دلی وروحانی تعلق تھا وہ توڑ کر بیٹھے ہیں۔

3-مواخذہ اخروی کے قائل ہی نہیں رہے' بلکہ ان کے دل سے عظمت رسولؐ' محبت رسولؐ' اطاعت رسولؐ نکل چکی ہے' اطاعت بغیر محبت وعظمت محال ہے' اس گمراہی کے طوفانی وطغیانی سیلاب میں بڑے بڑے دین دار بھی بہہ گئے ہیں۔ ہر جگہ تجارت دین کے اڈے قائم ہیں۔ علما نے مساجد کو منڈی سمجھ رکھا ہے' منبر ومحراب کو دکان بنالیا ہے' ان دکانوں میں دین خدا اور رسول کی تجارت ہوتی ہے۔ دنیا لی جاتی ہے' دین دیا جاتا ہے' جماعتیں تجارت کی کمپنیاں ہیں' جو مسئلہ بیان کیا جاتا ہے' وہ محض گروہ بندی کی صورت میں' توحید ہے' تو گروہ بندی کی صورت میں' رسالت ہے' تو گروہ بندی کی شکل میں' یہ ہے حال علما وقت کا۔ فقراء سجادہ نشینوں نے تو مدت سے اصل چیز ختم کر دی ہے' اب قوالی اور گانے بجانے پر تصوف کی بنیادیں قائم ہیں۔ گو تجارت بدستور جاری ہے۔ ان کو نہ خوف خدا ہے نہ حیاء رسول اللہ ﷺ ہے۔ کہ کل خدا کی بارگاہ میں کیا جواب دیں گے۔ جس چیز کا علم نہیں۔ اس کا دعویٰ ہے محض پیٹ پروری کے لئے اور دکان کے چمکانے کے لئے۔ اللہ اکبر' عزیزی! اہل اللہ کا وجود تو دنیا سے نابود ہو چکا ہے۔ چند دن ہوئے کہ غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے پاس یہی مسئلہ پیش ہوا۔ تو فرمایا کہ دنیا پوری میں اس وقت تین آدمی ہیں۔ جن سے مخلوق کو فیض ہو رہا ہے' ان میں سے تیز فیض اس بدکار دنیا کا بتایا۔ اب بتاؤ پوری دنیا میں کامل اکمل صرف تین آدمی ہیں۔ عزیزی! یہ

مراکز ذکر: شیخوپورہ 04931-52627 گلگت 05811-530032' منڈی بہاؤالدین 04565-43113

مسلمان زمانہ تمام ابلیس لعین کا کھلونا بن چکے ہیں۔ان سے کھیل رہا ہے' جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے اور دعوت دیتا ہے' وہ بھی محض کسی دنیا کے طمع کے ماتحت ہوتی ہے' اس نے اسلام کا لیبل منہ پر لگایا ہوتا ہے۔

عزیزی! انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں ہیرے و موتی پیدا ہوں گے۔ جو دین محمدی کی صحیح خدمت کریں گے۔عزیزی میں سنگ ریزے جمع کر رہا ہوں۔شاید ان میں کوئی لعل یا کچھ موتی نکل آئیں۔

میں اور لاہور' عزیزی! میں ایک اجیر خاص ہوں۔ بارگاہ الٰہی و بارگاہ رسول ﷺ کا۔فقہا کی اصطلاح میں اجیر خاص وہ ہوتا ہے۔جس کو مالک جس کام پر لگانا چاہے وہ انکار نہ کرے۔ میں تو مجبور ہوں۔ یہاں مشائخ کا بحکم خدا اور رسول ﷺ حکم ہوگا۔ وہاں ہی قیام کروں گا۔مومن کا کوئی وطن خاص نہیں۔اسلام کا تخم جو زمین قبول کرے وہاں جا کر تخم ریزی کرے۔ہم کو جو حکم ہوگا۔ وہ کروں گا۔آپ بے فکر رہیں۔آپ اللہ والوں کی جماعت میں داخل ہیں۔اس جماعت سے بڑھ کر کوئی خدا کے ہاں مقبول جماعت نہ ہوگی۔نہ ہی ہے' ذکر خدا سے کسی وقت غفلت نہ ہو جائے' فرائض کی سخت پابندی' نوافل پر دوام' معمول بدستور جاری رہے' توکل اعلیٰ اللہ۔ مخلوق سے کنارہ' اگر قرب ہو تو برائے نصیحت و خیر خواہی کے ہو۔

جواب وقتاً فوقتاً دیا کریں۔آپ کو خط سے ہی فائدہ ہوا کرے گا' میرا خط بھی ایک توجہ ہے' جس سے آپ کو روحانی فائدہ ہوا کرے گا۔ والسلام

☆☆☆☆

از چکڑالہ

الداعی الی الخیر ناچیز اللہ یار خان

بخدمت عزیزم فقیر

السلام علیکم! دام فیوضکم۔ گرامی نامہ مل کر کاشف حال ہوا۔یاد آوری کا شکریہ۔

انشاء اللہ تعالیٰ چکوال 64-10-31 بروز ہفتہ حاضر ہوں گا اور ہفتہ 64-10-31 سے بدھ 64-11-4 تک پانچ دن چکوال انشاء اللہ قیام کروں گا۔جمعرات کو علی الصبح واپس چلا جاؤں گا۔جو رفیق ملاقات کی اشتیاق رکھتا ہو' وہ چکوال حاضر ہو جائے' 64-10-31 چکڑالہ جانے سے کرایہ کی بچت ہوگی۔تقریباً سات روپیہ کی۔سات روپے چکوال سے چکڑالہ کے آنے جانے پر جو خرچ ہوگا۔وہ لاہور سے چکوال کا کرایہ ایک طرف کا ہے' باقی اگر آپ آنا چاہیں تو کوٹ اپنے بدن پر واسکٹ پر جو آپ کے بدن بمعہ واسکٹ کے پورا ہو۔چھوٹا نہ ہو اچھا لمبا ہو۔ لیتے آئیں۔اگر خود نہ آئیں تو پھر کسی غیر ساتھی کو نہ کہنا۔

میں 64-19-31 کو چکوال آرہا ہوں۔کہ شاید امسال حج کی درخواست منظور ہو جائے اور دسمبر کی چھٹیوں میں وقت نہ مل سکے۔باقی اگر چکوال آ گئے اور ملاقات ہوگئی تو پھر منازل غیر کو طے کرانے اور حلقہ میں لینے کے متعلق زبانی عرض کردوں گا۔اگر نہ آئیں تو محمد امین کی موجودگی میں آپ نہ توجہ دیا کریں نہ خود حلقہ میں لیں اگر محمد امین حاضر نہ ہوں تو توجہ بھی کیا کریں اور حلقہ میں بھی داخل کرلیا کریں۔یا جو حلقہ میں داخل ہے آگے اس کو ترقی بھی فنافی الرسول ﷺ تک کرا دیا کریں۔ آپ کو اجازت ہے کچھ وقت تک بعد کو آپ کو مستقل اجازت ہو جائے گی انشاء اللہ' رہا مشاہدات کا معاملہ' جن جن افراد کو خدا تعالیٰ نے ترقی زیادہ دینی مقصود ہوتی ہے' ان کو مشاہدات سے حصہ کم ملتا ہے' مشاہدات مانع ترقی ہیں۔یہ راز ہے عدم مشاہدات کا۔

میں نے امین صاحب کو لکھا تھا کہ ہر ماہ میں تین یا دو خطوط تحریر کیا کریں میرا خط ہی توجہ ہے۔شیخ کی ملاقات توجہ' شیخ کا ہاتھ لگانا توجہ' نظر توجہ' پیغام توجہ' خط توجہ ہے' مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا کیا وجہ ہے۔باقی محمد یوسف صاحب' محمد اختر صاحب' امین صاحب کو السلام علیکم قبول باد۔والسلام

از چکڑالہ

18-2-1965

الداعی الی الخیر ناچیز اللہ یار خان

بخدمت عزیزم فقیر

السلام علیکم! گرامی نامہ مل کر کاشف حال ہوا۔ علاقہ ونہار میں امین صاحب کے قریب مولانا غازی احمد صاحب واکرم صاحب کی دعوت ہے میانی کے لئے۔ میں 6-3-65 کو میانی پہنچ جاؤں گا انشاء اللہ تعالیٰ اور 17-3-65 تک چکوال' موہڑہ' میانی وغیرہ میں قیام ہوگا۔ آگے یہاں خود رفقا آتے جاتے ہیں پھر گھر کام ہے' آپ اس وقت سے بعد اگر وقت طلب کریں تو دے دوں گا۔ اچھا تو یہ ہے کہ میری لاہور کیا ضرورت ہے میں نے کیا کرنا ہے۔ اس ارادہ کو ترک فرمادیں تو اچھا ہوگا۔

جناب نے مسئلہ ولایت پیش فرمایا۔ عزیزم! میں نے جناب کو ولایت کی اس راہ پر کھڑا کیا ہے' جو تمام عمر ختم نہ ہوگی۔ محنت خود کرو گے۔ ترقی من جانب اللہ ہوگی۔ کوشش ناچیز کی ہوگی' محنت جناب کی۔

عزیزم! آپ نے ابھی نہیں دیکھا کہ جب آپ فنافی الرسول ﷺ کرا لیتے ہیں تو فنافی الرسول ﷺ کیا معمولی چیز ہے؟ دنیا تڑپ تڑپ کر مر گئی کہ رسول اکرم ﷺ کے دربار میں داخل ہوتے۔ آپ تو داخل کر دیتے ہیں' کیا کافی مدت آگے جب خلیفہ رہے تو کسی کو احدیت بھی کرائی تھی۔ کسی کو قلب بھی کرایا تھا یا صرف نام کے خلیفہ تھے۔

عزیزم! کسی رفیق کا کشف غلط نکل جائے یا روحانی کلام میں غلطی لگ جائے تو یہ سلوک و باطنی علم کا قصور نہیں' نہ شیخ کا قصور ہے' یہ قصور صاحب کشف و صاحب کلام کا ہے' تزکیہ نفس نہیں' صدق مقال نہیں اور زمانہ کا بھی اثر ہے' دور کذب میں گزر رہے ہیں۔ اچھا ہوگا کہ میرے لاہور آنے کا ارادہ ملتوی فرمادیں۔ اگر ضروری ہو تو پھر اپریل میں کوئی وقت مقرر کر لیں۔ میانی اس واسطے غازی صاحب کے ہاں جانا چاہتے ہیں کہ آگے میں صرف ایک دن ٹھہرا تھا تو لوگوں کو کافی فائدہ ہوا۔ اب اکثر شہر تیار ہے دخول حلقہ کے لئے' یہ شہر سخت بدعتی تھا۔ اب میری ایک رات کا یہ نتیجہ ہوا۔ درستی ہوئی خدا کے فضل و کرم سے۔

دیگر امین صاحب سے عرض کریں کہ روح سے کلام سوچ کر کیا کریں اور ہر بات کا اعتبار نہ کر لیا کریں۔ جب کلام شروع کریں تو اول **لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم**۔ تین بار ضروری پڑھ لیا کریں اور آیت الکرسی و معوذتین اور مابین کلام بھی کثرت سے لاحول ولا قوۃ پڑھتے رہنا اور خوب سمجھیں کلام روحانی کی تین اقسام ہے حدیث النفس' احلام حلم یہ شیطانی ہے' سوم القاء من اللہ او من ملک مخلوصحیح قبر پر بیٹھ کر جو کلام کی جاتی ہے۔ انسانی بدن' روح میں بعد زمانی ہے۔ نیز مکانی بھی۔ روح کا مکان عالم برزخ ہے۔ بدن دنیا میں' کلام میں شیطان دخل دے کر اپنی بات القاء کر دیتا ہے کبھی کبھی بلکہ کافی' دور حاضرہ میں حدیث النفس زیادہ ہے۔

چونکہ تزکیہ نفس اس دور میں محال نہیں مگر مشکل تو بے حد ہے اور جب تک تزکیہ نفس نہ ہو جائے اس وقت تک پوری طرح کلام کا صحیح ہونا محال ہے۔

نمبر 1 کتاب اولیاء ابن ابی الدنیا کی — نمبر 2 کتاب الخائفین ابن ابی الدنیا کی۔

نمبر 3 کتاب الجوع ابن ابی الدنیا کی — نمبر 4 کتاب الصمت ابن ابی الدنیا کی

نمبر 5 کتاب الذہد علامہ بیہقی کی۔

ان کا آرڈر مکتبہ علمیہ والوں کو دینا کہ کہیں سے منگوا دو۔ تمام دوستوں کو السلام علیکم عرض کرنا۔ والسلام

(جاری ہے)

قسط نمبر 3

سلسلہ وار ....

فرض کی بجا آوری اور مشن کی تکمیل میں جہاں نوردی کے دوران امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ کی نگاہِ بصیرت نے کیا دیکھا؟ اچھوتے قلم نے کیسے بیان کیا؟......

پیش خدمت ہے' سفر نامہ

''غبارِ راہ''

حرام مگر نو حام

قدرت کی منصوبہ بندیاں بھی عجیب ہیں' انسان اگر سمجھنا چاہے تو ہر چھوٹی بات بھی بڑی بات ہے اور ایک تازیانہ عبرت لیکن دل شرط ہے ورنہ ہر بڑی بات بھی معمول کی کارروائی دکھائی دیتی ہے۔ بظاہر یہ ایک چھوٹا سا واقعہ ہے جسے حادثہ بھی کہا جا سکتا ہے اور یہی معمولی حادثہ ایک بہت بڑا وعظ بھی ہے جس میں نصیحت کا دریا بند ہے صرف نگاہ اپنی اپنی ہے۔

پاکستان سے ایک مولانا یہاں نیویارک تشریف لائے امسال رمضان المبارک میں انہوں نے ایسا مزیدار پروگرام ترتیب دیا کہ یہاں وقت سے پہلے رمضان المبارک کے خاتمے کا اعلان کر دیا ان کی دلیل یہ تھی کہ انہوں نے تقویم سے حساب لگا لیا ہے چنانچہ نیویارک میں بھی رمضان المبارک کے بعد دو عیدیں ہوئیں ایک اُن لوگوں نے کی جنھوں نے مولوی صاحب کی بات مان لی اور دوسری نہ ماننے والوں نے بعد میں کی۔ روزے پورے کر کے۔ مولوی صاحب کو کیا ملا؟ انہوں نے عید پڑھائی ڈالر شریف لئے اور شام جہاز میں بیٹھے صبح برطانیہ میں تھے۔

مزے کی بات یہ ہے کہ وہاں جا کر عید پڑھائی اور پاؤنڈ شریف جمع فرمائے اور پاکستان چلے گئے عیدیں وہاں بھی دو منائی گئیں کہ یہ اب قبل از وقت تھے چنانچہ آپ نے عید لاہور جا کر اپنے بچوں میں منائی اور اس کی راہ میں رمضان شریف میں سفر کیا دو روزے قضا کئے اور جان ہتھیلی پر رکھ کر ڈالر اور پاؤنڈ لے کر چلے گئے۔ اُمید ہے لاہور بھی عید کی امامت فرمائی ہوگی۔ اگر دوبارہ کر سکتے ہیں تو تیسری بار آخر حرج ہی کیا ہے۔ چلو ڈالر یا پاؤنڈ نہ سہی روپے تو ملیں گے اور یہ کونسی اصلی والی پڑھا رہے ہیں۔

اب یہ سب کچھ فوراً تو نہ ہوا ہوگا مولانا کی منصوبہ بندی کا کمال تھا کہ انہوں نے راستے میں حساب لگا کر سب کاموں کا وقت معلوم کر لیا اور جہاز پر بیٹھ گئے۔ اُدھر کارکنانِ قضا وقدر بھی اپنا کام کر رہے تھے انہیں بتانا تھا کہ یہ راستہ درست نہیں مگر کیسے؟ دل تو ان کا اندھا تھا مادی کان اُن کی آواز سے ناآشنا چنانچہ انہوں نے منصوبہ بندی کی اور اپنے منصوبے پر عمل کرنے سے پہلے مولوی صاحب تک اُن کا پیغام پہنچ چکا تھا مگر صد افسوس وہ پھر بھی نہ سمجھے اور توبہ کی توفیق نہ ہوئی ہوگی۔

ہوا یہ کہ یہ صاحب اٹالین ایئر لائن پہ سفر کر رہے تھے راستہ میں کھانا تقسیم ہوا مغرب میں حلال کا تو سوال ہی فضول ہے ہاں! آپ کئی روز پہلے کہہ دیں تو آپ کو دیں گے جس میں خنزیر کا گوشت نہیں ہوگا باقی تو سب کچھ وہی ہوتا ہے۔ ہاں شراب بھی نہیں ہوتی اس لئے ان جہازوں کا کھانا نہ ہی کھایا جائے تو ٹھیک ہے مگر مولانا نے تو یہ اہتمام نہ کیا تھا اور نہ جانتے تھے لہذا عین رمضان میں وہی سب کچھ جو انگریز اور امریکن غیر مسلم کھاتے ہیں اُن کے سامنے بھی آ گیا۔

یہ واقعہ خود انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اس لڑکی سے پوچھا'

''حرام تو نہیں؟''

اُس نے کہا'' نو حام'' اور میں نے کھالیا بہت بھوک لگ رہی تھی۔ وہ یہ بتانا چاہتے تھے کہ یہ جاہل قوم'' حرام'' نہیں کہہ سکتی اور'' حام'' کہتی ہے۔ انہیں' بتایا گیا کہ جناب وہ تو خنزیر کا گوشت اور سارا حرام کھانا تھا لڑکی نہ اُردو جانتی تھی نہ حلال وحرام۔ اُسنے تو انگریزی میں جواب دیا "No Harm" کہ کوئی حرج نہیں یعنی یہ کھانا طبی لحاظ سے ٹھیک ہے اور یہ'' ر'' تو لکھتے ہیں درمیان یا اخیر میں ہو تو بولتے نہیں اس لئے حارم کو حام کہہ دیا۔

تو کہنے لگے پھر میں نے تو پیٹ بھر کر کھالیا بڑی بھوک تھی۔ مگر یہ نہ سمجھے کہ فطرت کا یہ کتنا نازک اشارہ تھا کہ لوگوں کا رمضان برباد کر کے جو دولت لوگے وہ تو ایسی ہی ہے جیسے جہاز کا کھانا۔ حیرت ہوتی ہے کہ بدبخت کو بدبو بھی نہیں آئی ورنہ جب جہاز میں کھانا تقسیم ہوتا ہے بدبو سے سر پھٹنے لگتا ہے شاید اللہ نے سارے احساسات ہی چھین لئے تھے کہ مولوی صاحب نے بھی ہر کام میں یہی رویہ اختیار کیا' یعنی "No Harm" اُمید ہے کبھی یہ سطور اگر اُن کی نگاہ سے بھی گزریں تو بے شک خفا ہولیں مگر اپنے کردار پر بھی نظر ثانی فرمالیں کہ یہاں نیویارک میں لوگ ابھی مسئلہ پوچھتے پھرتے ہیں کہ ''ہمارا جو اعتکاف ٹوٹا تھا اس کا کیا کیا جائے؟'' کم از کم ان نومسلموں کی حالت زار پر رحم کریں۔

اللہ آپ پر رحم فرمائے!

موت سے زندگی تک

زندگی اور موت کس قدر قریب قریب بستی ہیں' شاید یہ بات اس آدمی کو سمجھ نہ آئے جو زندگی بھر موت سے بھاگتا ہی پھرا ہو اور اپنے اب تک زندہ رہنے کو اپنی اس کوشش ہی کا ثمر شمار کئے بیٹھا ہو۔ مگر کچھ لوگوں کو ایسے حالات سے گزرنا پڑتا ہے کہ وہ زندگی اور موت کو بہت ہی قریب قریب بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ دیکھتے ہیں۔ مثلاً جنگ عظیم میں جن لوگوں نے عملاً حصہ لیا تھا۔ اُن کی اکثریت تا حال بقید حیات ہے کبھی کسی سے ملاقات ہو تو ذرا ان دنوں کی کوئی داستان سنیے گا۔ کس طرح ہر قدم موت کے سینے پر پڑتا تھا۔ پھر کچھ لوگوں کو وہ نگل لیتی کچھ بچ جاتے' گولیوں کا مینہ برستا' ساتھی ستاروں کی مانند ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے اور بچنے والے ان کی مدد تو کیا کرتے ہاں! ان کے بے جان جسموں کو بھی بعض اوقات ڈھال بنا کر پیچھے لیٹ جاتے۔ ہمارے وہ سکول کے دن تھا اور علاقہ فوجی۔ چنانچہ متعدد گھروں میں موت کی اطلاعات آنا روزانہ کی بات تھی اور آہ و بکا کی آواز کسی نہ کسی سمت سے ضرور سنائی دیتی تھی۔

پھر ملک تقسیم ہوا اور مملکت خداداد پاکستان کو اللہ نے وجود بخشا مگر یہ طلوع سحر بھی صد ہزار انجم کے خون سے تر تھی جس طرح مسلمانوں پر قیامت ٹوٹی اور خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ ان تمام مناظر کے نہ صرف چشم دید گواہ موجود ہیں بلکہ ان مظلوم خاندانوں کی یادگاریں یعنی جو ایک آدھ فرد گھر کی لاشوں میں دبا ہوا نیم مُردہ رہ گیا اور پھر زندگی سے ہمکنار ہوا' ابھی تک باقی ہیں۔

اس موضوع پر بھی بے شمار لوگوں نے لکھا اور تا حال ناول' مضامین اور افسانے کے روپ میں لکھتے رہتے ہیں کبھی نسیم حجازی صاحب کی تصنیف ''خاک اور خون'' نظر سے گزری ہو تو آپ نے اندازہ فرمایا ہوگا۔

پھر ملک سے ایک اور ملک بنا۔ بنگلہ دیش آپ نے دیکھا نہ ہوگا تو وہاں کا حال سنا ضرور ہوگا ایسے ہی افغانستان کا گذشتہ عشرہ فلسطین ولبنان کا حال' ایران کا انقلاب۔ یہ سب تو جنگ کی باتیں ہیں' پُر امن شہروں اور پُر سکون آبادیوں میں بھی زندگی اور موت کا کھیل مسلسل عمل پذیر ہے۔ کسی تن مردہ کو زندگی نصیب ہوتی ہے تو کوئی زندگی سے لبریز پیمانہ چھلک کر گر جاتا ہے۔

یُخرج الحی من المیت ویُخرج المیت من الحی. (القرآن)

قدرت کی یہ کرشمہ سازیاں ہر آن اور ہر جگہ جاری ہی۔ ہاں! جب بظاہر حالات بھی زیروزبر ہو جائیں تو ذرا پردہ زیادہ سرک جاتا ہے اور عام آدمی بھی محسوس کرنے لگتا ہے کہ واقعی موت بھی زندگی کے ساتھ ہے ورنہ صرف اللہ کے خاص بندوں کی نگاہ اس پر رہتی ہے۔ جیسے ایک بزرگ کے بھائی کی وفات پر کوئی دوست افسوس کے لئے گیا تو باتوں باتوں میں پوچھ لیا ان کی موت کا سبب کیا تھا؟ غالباً مرض جاننا چاہتا ہوگا مگر انہوں نے اس کی زندگی اور موت کا بنیادی سبب ارشاد فرمایا کہ انسانی زندگی ہی انسانی موت کا سبب اس عالم میں تو ہے اس سب کے باوجود یہ یقین رکھنا کہ موت ہے اور مجھے بھی آئے گی۔ ہم سب کی مجبوری ہے یقیناً اکثریت اس حقیقت کو فراموش کئے رکھتی ہے۔ دنیا اور اس کی لذتیں انسان کو اس قدر الجھا لیتی ہیں کہ صرف موت کی تلخی ہی اسے ہوش میں لاتی ہے مگر تب تک پل کے نیچے سے پانی گزر چکا ہوتا ہے۔ ہاں! کچھ خوش نصیب ایسے ضرور ہوتے ہیں جو دنیا میں رہتے ہوئے بھی موت سے غافل نہیں ہوتے۔ موت کو نہ صرف یاد رکھتے ہیں بلکہ اس کی تیاری میں لگے رہتے ہیں۔ یہ ان لوگوں پہ اللہ کریم کا خاص کرم ہوتا ہے۔

اس سے آگے بھی ایک بات اور ہے وہ ہے کسی حد تک عملی تجربہ۔ جی ہاں! موت کا عملی تجربہ' یہ کشفاً مشاہدے سے آگے ہے اور چند قطرے میں نے بھی چکھے ہیں جبھی تو یہ کہانی لے بیٹھا کہ کہاں وہ موت کی گہری وادیاں اور کہاں پھر سے حیات نو کے ساتھ بیت اللہ شریف کے طواف' جو کبھی نگاہیں کرتی ہیں اور کبھی میرے لڑکھڑاتے قدم۔ ان سب کا ایک تاثر تو یہ ہے کہ میں قلم لے کر لکھنے بیٹھ گیا۔ میرا دل چاہا کہ ان لوگوں کو ضرور شریک سفر رکھوں جن کی دعاؤں نے مجھے پھر دیار حرم اور در حبیب ﷺ پر حاضری کی سعادت بخشی۔ تو سُنیے! ہم نے موت کو کہاں اور کیسے دیکھا؟ اور ہمیں کیسی لگی آیئے! بات شروع سے کریں۔

گذشتہ برس گرمیوں میں صحت بہت خراب رہی اور بہت سے پروگرام ملتوی ہو گئے۔ جب سفر کے قابل ہوا تو کوشش یہ تھی کہ تمام پروگراموں کو تاخیر سہی' مگر عملی جامہ ضرور پہنایا جائے۔ لہذا مسلسل سفر ہی درپیش رہا۔ اس کے باوجود گلگت اور کوئٹہ دو جگہوں پر حاضری نہ دے سکا۔ انشاء اللہ امسال ضرور حاضر ہونے کی کوشش کروں گا۔ بہر حال ۲۹ دسمبر کو فارغ ہوا اور شام کو گھر پہنچا۔ ۳۱ دسمبر کی رات پنڈی جا کر ٹھہرا۔ ڈاکٹر عظمت کو بھی آنا تھا' وہ دیر سے پہنچے' بہر حال یہ سرد رات ۸۸ء کی آخری شب تھی اور صبح ۸۹ء کا تازہ دم سورج دیکھنے کی امید میں سو گئے۔

..........☆☆..........

(جاری ہے)

قسط نمبر 3

سلسلہ وار ....

تصوف کی حقیقت، شیخ کی ضرورت و اہمیت، مقامِ شیخ اور آدابِ شیخ پر آسیہ اسد اعوان صاحبہ کا منفرد تحقیقی مقالہ

”طریق السلوک فی آدابِ الشیوخ“

نوٹ۔ (آسیہ اسد اعوان صاحبہ اب قلم کی دنیا میں ”اُم فاران“ ہو چکیں)

وضاحت

اس مقالہ میں اولین ترجیح موضوع کی وضاحت اور سمجھنے کو دی گئی عقلی اور نقلی دنوں اعتبار سے اور بغیر کسی جانبداری کے دلائل وبراہین واقوال جمع کئے گئے ہیں۔ اور جہاں میں نے اپنے شیخ اور ان کے شیخ کے فرمودات نقل کئے ہیں وہاں بتدریج ”شیخ المکرم“ اور ”اعلیٰ حضرت“ کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ اعلیٰ حضرت سے میری مراد نسبت اویسیہ کے مجدد شیخ ”حضرت اللہ یار خان (متوفی 1984ء) کی ذات مراد ہے۔ اللہ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کے درجات مزید بلند فرمائے۔ آپؒ نے نسبت اویسیہ کی خلافت اپنے شاگرد ”حضرت مولانا محمد اکرم اعوان“ کو منتقل فرمائی جو سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے موجودہ شیخ ہیں اور جن کیلئے ”شیخ المکرم“ کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔

حالات وواقعات دور رسالت اور دلائل علی التصوف

1-فرائض نبوت

قرآن نے فرائض نبوت اس انداز میں بیان فرمائے:-

لقد من اللّٰه علی المومنین اذبعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم ایته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمته(3:164)

ترجمہ: بے شک مومنوں پہ اللہ نے احسان کیا جب انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جوان کو اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک صاف کرتا اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ تزکیہ یعنی دلوں کو پاک کرنا فرائض نبوت میں سے ہے۔

تزکیہ، احسان اور تصوف ایک حقیقت کے تین نام ہیں، جسے قرآن کریم تزکیہ کہتا ہے اس کو حدیث جبریل میں احسان سے موسوم کیا گیا۔ جب قرآن کریم کا ترجمہ فارسی زبان میں ہوا تو عربی کا لفظ تصوف جو فارسی میں مستعمل تھا اس فن تزکیہ کیلئے استعمال کیا گیا۔

ایک اہم نقطہ

فرائض نبوت کی ترتیب پر غور فرمادیں تو تزکیہ تلاوت آیات کے بعد آتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ بغیر تزکیہ کے تعلیم کتاب وتعلیم حکمت کما حقہ سمجھ آ ہی نہیں پاتے۔ اسی تناظر میں حضورﷺ کے اس قول پر غور کریں ”ان فی الجسد مضغة“

”انسانی جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر وہ سدھر گیا تو سارا جسم سدھر جائے گا اور اگر وہ بگڑ گیا تو سارا جسم بگڑ جائے گا اور خبردار وہ تمہارا قلب ہے“۔

تزکیہ کا تعلق چونکہ قلب سے ہے اسی لئے سب سے پہلے قلب کو پاک کرنے کا حکم ہوا ہے۔ کیونکہ اگر یہ رذائل اخلاق سے آلودہ رہا تو صرف جسم کو سکھانے پڑھانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا بلکہ ان تعلیمات کو سمجھ ہی نہ پائے گا اور پھر جسد تو قلب کے تابع ہے اور ہمہ وقت اس کے حکم پر کمر بستہ ہے۔ لہذا ایمان کے بعد فوراً تزکیہ اور اس کے بعد تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت۔

حق تو یہ ہے کہ جوں ہی ایمان نصیب ہوا۔ شہادتیں کے ذریعہ اور زبان سے اقرار کے بعد بات تصدیق قلب تک پہنچی یعنی جوں ہی اسلام میں داخلہ نصیب ہوا تو باطن کے شدید ترین بت کفر و شرک پاش پاش ہو گئے لیکن اس سے وہ بت جو اس کے خالق نے تخلیق طور پر اسی کی فطرت میں رکھے ہیں اور جنہیں اصطلاحاً رذائل اخلاق کہا جاتا ہے وہ بغیر تزکیہ کے نہیں ٹوٹتے۔ اس لئے تزکیہ ہر بندہ مسلم کا بنیادی اور داخلی مسئلہ ہے اور اتنا اہم کہ خالق کائنات نے اسے محسن انسانیت کے فرائض میں سمو دیا۔ یہ بت کیا ہیں؟ انانیت اور شہرت کے بت' حب دنیا' حب مال' حب جاہ کے بت' خود بینی' خود پسندی' خودنمائی کے بت' تکبر عجب' حسد' طمع اور ریا کاری کے بت۔ لہٰذا ہر وہ بندہ جو اس مزکی اعظم کی خدمت میں حالت ایمان میں حاضر ہوا تو فقط ایک نگاہ نبوت سے یا چند لمحوں کے فیض صحبت سے اپنے اندر کے سارے بت تڑوا بیٹھا اور حقیقی' روحانی اور باطنی انقلاب سے آشنا ہوا اور وہ روحانی اضطراب پا گیا۔ جسے اس نے نہ صرف اللہ کی اطاعت اور رضا مندی پر کمربستہ کر دیا بلکہ اس پر مر مٹنے کے لئے بے قرار و بے چین ہو گیا اس حقیقت کی نشاندہی ملاحظہ ہو۔

1- ''جو شخص بحالت ایمان آپ ﷺ کی اک نگاہ پا گیا وہ صحابی ٹھہرا۔ یعنی ایک عام آدمی کی سطح سے اٹھ کر عظمت انسانی کی ان بلندیوں پر پہنچا جو نبوت کے بعد اعلیٰ ترین مقام ہے۔ یہ سب حضور ﷺ کی صحبت کی برکات تھیں۔ آپ ﷺ نے صرف الفاظ نہیں منتقل فرمائے بلکہ جہاں آپ ﷺ نے تعلیمات ارشاد فرمائیں وہاں برکات بھی بانٹیں اور قلوب آپ ﷺ کے حضور میں پہنچے تو نور ''علیٰ نور'' ہو گئے''۔

(کنز الطالبین)

2- آپ ﷺ کی نگاہ پاک میں اس قدر انوار الٰہی موجزن تھے کہ حالت ایمان میں ہر آنے والا دل سے کھال تک پاک اور منور ہو جاتا تھا۔ اسی لئے صحابیت کے لئے صحبت شرط ہے اور یہ وہ درجہ ہے کہ مفسر' محدث' فقیہہ و صوفی سب کا حامل ہے اس کی موجودگی میں کسی الگ تصریح کی ضرورت نہیں۔

(دلائل السلوک)

3- حضرت علی ہجویریؒ لکھتے ہیں کہ صحابہ کبارؓ نے حضور ﷺ سے حضرت حارثہؓ کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

''یہ وہ بندہ ہے جس کا چہرہ یہ اثر رکھتا ہے کہ اس میں صفت مقمرہ ہے (یعنی جس طرح چاند آفتاب کو دیکھ کر منور ہو جاتا ہے اس طرح اس کا چہرہ دیکھنے والے کے دل میں نور آ جاتا ہے) اور حارثہ کو اللہ نے اپنے نور سے معمور و مخلوف فرمایا ہے۔''

(کشف المحجوب)

4- صحابہ کرامؓ جن کا تزکیہ براہ راست آپ ﷺ کی ایک نگاہ یا چند لمحوں کے فیض صحبت سے ہوا۔ خالق کائنات ان کے بارے گواہی دیتا ہے کہ

ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللّٰہ

ترجمہ: ان کی کھال سے لے کر نہاں خانہ دل تک اللہ کے ذکر سے معمور ہو گئے

5- حضرت علی ہجویریؒ صدیق اکبرؓ کے بارے میں ایک شعر نقل فرماتے ہیں کہ

ان الصفاصفته الصدیق ان اردت صوفیا علی التحقیق

(اگر کوئی واقعی صوفیا کا متلاشی ہے تو صوفی ہونے کی شان صفا تو صدیق اکبرؓ میں تھی)

اس کی تشریح میں آپ فرماتے ہیں کہ

''صفا حقیقی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ اصل تو یہ ہے کہ دل ماسوا اللہ سے منقطع ہو جائے اور فرع دل کا دنیا کی محبت سے خالی ہونا ہے اور یہ دونوں

صفات صدیق اکبرؓ میں تھیں۔اس لئے یہی وہ ہستی ہے جسے امام اہل طریقت اور مقتداء اہل تصوف کہا جاتا ہے یہی وہ پاک باطن تھے کہ جن کا دل اغیار سے اس قدر صاف تھا کہ خود صحابہ میں بھی آپؓ کا ہمسر کوئی نہ تھا۔''

(کشف المحجوب)

6-ابوجحیفہؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا ''ذھب الصفو الدنیا'' یعنی دنیا کی صفائی جاتی رہی اور کدورت باقی رہ گئی اور اب ہر مسلمان کے لئے موت کا ایک تحفہ ہے'' امام قیشری اس حدیث کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ ''یہاں سے یہ نام صوفیا کی جماعت پہ غالب آ گیا چنانچہ ایک آدمی کے لئے کہا جاتا ''رجل وصوفی'' اور جماعت کے لئے ''صوفیہ'' بولا جاتا ہے۔''

رسالہ قشیریہ

کشف ومشاھدات کی مثال دور رسالت میں

جن نفوس قدسیہ کا تزکیہ براہ راست آپ ﷺ کے قلب اطہر سے ہوا انہیں باطنی مشاہدات بھی اُسی نسبت سے عطا ہوئے۔

1-ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ سے دریافت فرمایا کہ تم نے صبح کیسے کی۔عرض کیا یا رسول اللہ میں نے سچا مومن ہونے کی حالت میں صبح کی۔فرمایا غور کر تو نے کیا کہا اور تیرے دعوے کی حقیقت کیا ہے؟ عرض کی کہ میں نے اپنی جان کو دنیا و مافیہا سے علیحدہ کر لیا۔اور اپنا منہ موڑ لیا اب پتھر، سونا، کنکر، جواہر میرے لئے سب یکساں ہیں۔جب میں دنیا سے آزاد ہوا تو مقام اقصیٰ یعنی درجہ انتہا پہ پہنچ گیا۔حتیٰ کہ حالتِ بیداری میں اب رب العلیٰ کے عرش بریں کا مشاہدہ بلا حجاب کر رہا ہوں۔گویا کہ اہل جنت کو محو سیر دیکھ رہا ہوں اور اہل دوزخ کو تڑپتا دیکھتا ہوں۔فرمایا عرفت فالزم (تو نے جان تو لیا اب اس منصب کی محافظت کر)

2-حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ حدیث جبریل کی روشنی میں یعنی ''اپنے رب کی عبادت یوں کر گویا اسے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہیں تو وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے''۔آپ کی نماز کی کیا کیفیت ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا ''میں تب تک سجدے سے سر ہی نہیں اٹھاتا جب تک اپنے پروردگار کو دیکھ نہیں لیتا۔''

3-حضرت عمر فاروقؓ منبر رسول پر بیٹھے ہوئے دوران خطبہ پکار اٹھے ''یا ساریہ الجبل (اے ساریہ! پہاڑ کی طرف متوجہ ہو) حضرت ساریہؓ نے جو اس وقت فارس میں حالت جنگ میں تھے مدینہ سے کوسوں دور تھے یہ آواز سنی اس پر عمل کیا اور بعد میں تصدیق کی کہ وہ ان دیکھے دشمن سے بروقت خبردار ہو گئے۔

4-ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ میں مکہ سے آ رہا تھا جب بدر کے قریب سے گزرا تو میں نے دیکھا ایک بندہ بھاگتا ہوا زمین سے باہر نکلتا ہے آگ کے شعلے لپک رہے ہیں اور اس کے پیچھے ایک بڑی ہیبت ناک بلا ہے۔جس کے ہاتھ میں ہتھوڑا سا ہو ہے اسے گھسیٹتا ہوا واپس لے جاتا ہے چنانچہ میں کچھ دیر یہ تماشا دیکھتا رہا۔مدینہ آ کر عبداللہ بن عمرؓ سے بات کی تو انہوں نے فرمایا اللہ کے بندے تجھے نہیں خبر کہ وہاں ابوجہل دفن ہے اور تو کلیب بدر کو دیکھ رہا تھا۔''

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

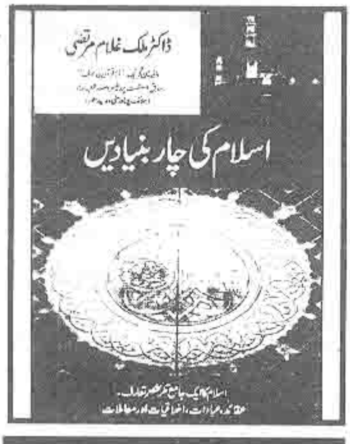

قسط نمبر 5

سلسلہ وار.........

ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظیم تصنیف

"اسلام کی چار بنیادیں"

سے اقتباس......

دین ایک ڈسپلن ہے

سورہ الحجرات کی اس آیت پر غور کیجئے۔

قالت الاعراب امنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم.

"ان پڑھ بدوؤں نے یہ کہا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اے نبی ﷺ ان سے کہہ دیجئے تم ایمان نہیں لائے۔ تم یوں کہو! ہم اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔ ابھی تک ایمان پوری طرح تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا"۔

یہ بات ان لوگوں سے کہی جارہی ہے جن کے مسلمان ہونے کی اللہ تعالیٰ خود گواہی دے رہے ہیں۔ منافق تو نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ لم یدخل فی قلوبکم نہیں کہا لما یدخل الایمان کا مطلب ہے کہ ایمان تمہارے دلوں میں بھی داخل ہو رہا ہے مگر پوری طرح سے داخل نہیں ہوا۔

عربی زبان کا ایک قاعدہ ہے۔ آپ اگر مجھ سے پوچھیں کہ کھانا پک گیا طبخ الطعام؟ اگر میں کہوں لم یطبخ "نہیں پکا" ہنڈیا چڑھائی ہی نہیں۔ اگر میں کہہ دوں کہ لما یطبخ تو اسکا مطلب ہے ہنڈیا چڑھی ہوئی ہے کھانا پکنے والا ہے لیکن ابھی پکا نہیں۔ آپ کسی کے بارے میں پوچھیں ھل وصل فلان "فلاں صاحب آ گئے ہیں یا نہیں آئے؟" اگر میں کہہ دوں لم یصل تو اس کا مطلب ہے "وہ نہیں آ رہے"۔ اگر کہہ دوں لما یصل تو اس کا مطلب ہوا کہ "گھر سے چلے ہوئے ہیں، راستے میں ہیں، مگر ابھی پہنچے نہیں ہیں" فرمایا لما یدخل الایمان فی قلوبکم ایمان تمہارے دلوں میں داخل ہو رہا ہے لیکن ابھی پوری طرح داخل نہیں ہوا" یہاں ایک پراسس ہے۔ یہ ذرہ ذرہ آیت آیت انسان کے دل میں داخل ہوتا ہے۔ فرمایا اذا تلیت علیھم ایتہ زادتھم ایمانا "جب ان کے سامنے قرآن کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو یہ آیات ان کے ایمان کو مزید بڑھاتی چلی جاتی ہیں" (الانفال۔۲) معلوم ہوا کہ ایمان تھوڑا تھوڑا کر کے کمایا جاتا ہے۔ یہ ایک شعوری عمل ہے کیونکہ ہر آیت ایمان بڑھاتی ہے۔ ایک آیت پڑھیں گے ایمان بڑھے گا۔ دوسری آیت سمجھ کر پڑھیں گے ایمان اور بڑھے گا۔ جتنا جتنا آگے کو بڑھتے جائیں گے ایمان بڑھتا چلا جائے گا۔ فرمایا "یہ مت کہو کہ ہم مومن ہو گئے ہیں، ابھی تم

اسلام میں داخل ہوئے ہو'ایمان پوری طرح تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا''۔ کیوں؟ اس لئے کہ قرآن مجید نہیں پڑھا' حضور ﷺ کی صحبت نہیں اٹھائی' شعوری عمل سے نہیں گزرے' معمول (Routine) میں آ گئے' بڑا بھائی مسلمان ہو گیا' اس لئے میں بھی ہو جاتا ہوں۔ فرمایا یوں نہیں۔ یہ ذہن میں رکھئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا دخل الجنته من رانی جس نے مجھے بحالت ایمان دیکھ لیا (وہ صحابیؓ ہے) جنت میں داخل ہو گیا۔ مقام یہ ہے اور الزام (چارج) یہ ہے لم تومنو تم ابھی ایمان نہیں لائے ہو'صرف اسلام میں داخل ہو گئے ہو۔ جیسے ایک طالب علم لڑکا یونیورسٹی میں داخل تو ہو جائے۔ وہ داخلہ فیس بھی دے' اس کو رول نمبر اور پورے سال کا ٹائم ٹیبل بھی مل جائے۔ وہ کہے گا میں یونیورسٹی کا سٹوڈنٹ ہوں' لیکن داخلے کے بعد جس ڈسپلن سے یونیورسٹی اسے گزارتی ہے' اس میں سے وہ نہیں گزرتا' نہ وہ ٹیکسٹ بکس خریدتا ہے' نہ پڑھتا' نہ کلاس روم میں بیٹھتا ہے اور نہ یونیورسٹی کی علمی فضا سے استفادہ کرتا ہے۔ اور وہ بیشک چار پانچ سال تک کہے''میں یونیورسٹی سٹوڈنٹ ہوں''۔ یونیورسٹی اسے نکال دے گی کہ یہ شخص ہمارے لئے باعث شرم ہے۔ یہ سچ مچ کا طالب علم نہیں ہے۔ ہم بھی اسی طرح بھرتی کے مسلمان ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید ہمیں بار بار اس طرف لاتا ہے کہ تم نے اسلام قبول کر لیا لیکن اب ذرا آگے بھی بڑھو۔ فرمایا یا ایھا الذین امنو امنو باللہ و رسولہ. اے ایمان والو! اللہ پر اور اللہ کے رسول پر ایمان لے آؤ'' یہ تو ایسے ہی ہے جیسے میں کہوں کہ آپ بیٹھ جائیں' جبکہ آپ پہلے ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ شاید بیٹھنے کا کوئی طریقہ ہے' شاید میں آپ کو کرسی پر بٹھانا چاہتا ہوں اور آپ نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔

ایمان کے درجات

ایمان کے کچھ درجے ہیں۔ ایمان کا ایک کم سے کم درجہ ہے جسکو کہہ دیا جاتا ہے۔ یاایھا الذین امنوا ''اے ایمان'' اور ایک وہ درجہ ہے جس کے بارے میں قرآن کہتا ہے۔ فرمایا۔ یا ایھا الذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تن جیکم من عذابٍ الیم o ''اے اہل ایمان میں تمہیں ایک تجارت بتا دوں' جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے'' (الصف:10)

تجارت کی شرائط میں پہلی شرط یہ ہے تو منون باللہ ورسولہ وتجاھدونَ فی سبیل اللہ باموالکُم وانفسکُم ''اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ اور اللہ کے راستے میں جہاد میں لگ جاؤ اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ذریعے'' (الصف:11) اس سے معلوم ہوا کہ ایک ایمان کی صورت اور ایک ایمان کی حقیقت ہے۔

ایک نوجوان جس کا میں نے کچھ عرصہ قبل نکاح پڑھایا' وہ کسی مفتی صاحب کا درس سن کر آ گیا اور درس میں یہ حدیث موجود تھی جو میں نے تھوڑی دیر پہلے پڑھی ہے کہ من قال لا الہ الا للہ دخل الجنتہ ''جس نے کہہ دیا لا الہ الا للہ جنت میں داخل ہو گیا''۔ وہ نماز کے بعد مجھ سے سوال کرتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب یہ تو بڑا آسان ہے کہ لا الہ الا اللہ کہہ دیا اور جنت میں داخل ہو گئے۔ آپ تو پورا قرآن پڑھنے' اس پر عمل کرنے اور سیرت طیبہ واحادیث کے لمبے چوڑے خزانہ میں سے گزرنے کو کہتے ہیں۔ آپ جو راستہ بتاتے ہیں وہ تو بڑا طویل ہے۔ رات جو معلوم ہوا اس کے مطابق تو ایک جھٹکے میں ہی جنت میں پہنچ جاتے ہیں۔

میں نے کہا بیٹے! ایک بات بتاؤ! کیا تمہارا نکاح ہو گیا؟ کہا' ہاں جی! ہو گیا۔

میں نے کہا! تو بس گھر آباد ہو گیا' اب رخصتی کی ضرورت تو نہیں ہے؟

کہنے لگا: رخصتی تو چاہئے۔

تو میں نے کہا بیٹے! یہ لا الہ الا اللہ جو ہے' یہ تمہارا اسلام کے ساتھ نکاح ہو گیا اور جنت میں گھر آباد ہو گیا' لیکن نکاح کے بعد جن جن ذمہ داریوں کو نبھانا پڑتا ہے' ان سے فرار ممکن نہیں۔

لا الہ الا اللہ۔ ایک قول وقرار ہے' کہ اے اللہ! ہم تیرے سوا کسی کو محبوب حقیقی نہیں مانیں گے' محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی کو اپنا رہبر نہیں مانیں گے اور نہ کسی کا اتباع ہی کریں گے۔ یہ قول وقرار ہے۔ جس نے یہ سچا قول وقرار کر لیا' وہ جنت میں داخل ہو گیا اور قول وقرار کرنے کے بعد اسکو نبھانا تو پڑے گا۔ بالکل ایسے ہی جیسے نکاح کے دو بول پڑھنے سے گھر تو آباد ہو گیا' لیکن بستی بسنا کھیل نہیں ہے' بستے بستے بستی ہے۔

اس میں وقت تو لگے گا۔ پل صراط سے گزرنا پڑے گا۔ یعنی ایک طرف والدین کے مطالبات ان کی توقعات ہیں' دوسری طرف ساس سسر ہیں ان کا اپنا ایک مزاج ہے۔ دونوں کے درمیان آدمی جب سینڈوچ ہوتا ہے' تب پتہ چلتا ہے کہ نکاح کیا چیز ہے۔ اگر آپ کسی مفتی صاحب سے ایک سوال جا کر پوچھیں کہ مسلمان ہونے کے لئے' پورے قرآن مجید پر ایمان لانا ضروری ہے یا قرآن کی چند آیات پر ایمان لے آئیں۔ یعنی فرض کیجئے میں صرف سورۃ فاتحہ پر ایمان لے آؤں اور باقی 113 سورتیں کبھی پڑھنے' سمجھنے کی نوبت نہ آئے اور کبھی ان پر یقین لانے کی نوبت نہ آئے۔ تو کیا ایمان اور اسلام مکمل ہو جائے گا؟ مفتی صاحب فوراً کہیں گے! تم مسلمان نہیں ہو۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کسی مولوی صاحب سے جا کر پوچھ لیں کہ بھئی پورے قرآن پر ایمان لانا ضروری ہے؟ وہ کہے گا پورے پر لانا ضروری ہے' ایک لفظ بھی اگر رہ گیا تو ایمان نہیں ہوگا پھر میں تو یہی سوال کروں گا کہ پھر ایمان کیا چیز ہوتی ہے؟ قرآن کے اندر کیا لکھا ہوا ہے؟ یہ تو ہمیں پتہ نہیں' پھر ہم کس چیز پر ایمان لائے ہوئے ہیں؟ قرآن کہتا ہے کہ اذاتلیتْ علیھم ایتہ زادتھم ایماناً ''قرآن کی ایک ایک آیت اس کا ایمان بڑھاتی چلی جا رہی ہے'' (الانفال:2)۔ وہ ایمان تو تب بڑھائے گی جب اس آیت کو سمجھ کر پڑھیں گے۔ ایمان کی بنیاد علم اور سمجھ ہے۔ قائل (Convication) ہو جانا ہی ایمان ہے۔ مگر ہم پورے قرآن کو بغیر سمجھے پڑھتے چلے جا رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس پر ایمان بھی لائے ہوئے ہیں۔ ایمان تو اس وقت آئے گا' جب آپ اس کو سمجھ چکیں گے' جیسے آپ کے سامنے ایک کاغذ رکھ دیتا ہوں کہ اس پر دستخط کر دیں۔ آپ اس کو تین چار مرتبہ پڑھیں گے کہ ڈاکٹر صاحب نے کوئی چکر نہ چلایا ہو۔ جب اس کو سمجھ لیں گے' پھر دستخط کریں گے۔ جبکہ یہ قرآن مجید جو 600 صفات کی کتاب ہے بغیر سمجھے ہم اس پر ایمان لانے کا دعوٰی رکھتے ہیں۔ یہ ایک جھوٹ ہے جو ہم اپنے آپ سے اور اللہ کے ساتھ بول رہے ہیں۔ اس جھوٹ کو اس شعوری عمل سے ختم کرنا پڑے گا کہ قرآن مجید کو ہم باقاعدہ سمجھ کر پڑھیں' جس سے ہمارے ایمان میں اضافہ ہوتا چلا جائے اور ہمیں پتہ ہو کہ اللہ کا پیغام کیا ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆

تعارف کتب

نام کتاب	**منشور قرآن**
موضوع	مضامین قرآن کریم
مولف	عبدالحکیم ملک
صفحات	1304
ناشر	عامر پبلی کیشنز، رحیم آباد علی پور روڈ، مظفر گڑھ پاکستان
تقسیم کار	اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن 9 رحیم آباد پنجند روڈ مظفر گڑھ

فون 0092-661-423030 موبائل 300-9630882

زیر نظر کتاب قرآنی مضامین کی تلاش کیلئے ایک مکمل انسائیکلوپیڈیا ہے ایک عام پڑھا لکھا آدمی جو باقاعدہ دینی تعلیم سے ناآشنا ہو کسی بھی موضوع پر قرآن سے مکمل رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔ تمام موضوعات کو الگ ابواب کی شکل میں ترتیب دیا گیا ہے۔ مثلاً عقائد اسلام، توحید، رسالت وغیرہ اور پورے قرآن کریم سے آیات کو ایک جگہ۔ اردو، عربی اور انگریزی میں اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ کسی بھی مطلوبہ موضوع کے متعلقہ تمام آیات قرآنی آپ کو ایک جگہ مل جائیں گی۔ علاوہ ازیں حروف تہجی کے حساب سے بھی تینوں زبانوں میں نہایت تفصیلی انڈیکس شامل ہے۔ جس کی مدد سے ہر موضوع کو باآسانی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ یہ مولف کی شبانہ روز محنت اور عرق ریزیوں کا نتیجہ ہے۔ جس نے اس کتاب الٰہی کے معنی اور مفاہیم تک عام آدمی کی رسائی کو آسان بنا دیا ہے۔ یہ کوشش جہالت کے خلاف بہت بڑا جہاد ہے۔ اس کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں خالص دینی سوچ کو مدنظر رکھا گیا ہے اور مسلمانوں کے فروعی اختلافات کو نہیں چھیڑا گیا۔ بلاتفریق مسلک اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے حصول کے ضرورت مند غیر مسلموں کی طرف سے بھی اس کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ تمام مسلمانان عالم کی طرف سے اس منفرد کوشش کو وسیع پیمانے پر خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب ہر لائبریری، مسجد اور گھر کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مولف اور تمام متعلقہ افراد کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆☆

کمال انسانیت یہ ہے کہ بھرپور' خوبصورت اور معتدل زندگی گزاری جائے جس میں ایک ترتیب' ایک معیار اور ایک حسن جھلکتا ہو اور یہ سب کچھ رب جلیل کو راضی رکھنے کے لئے کیا جائے اور واقعی یہی معیار کمال بھی ہے کہ لباس اچھا ہو مگر تفاخر کے لئے نہ ہو۔ پیٹ بھرا ہو مگر حلال سے۔ بازو میں قوت ہو مگر زیادتی نہ کرے۔

اقتباس از ''کنز الطالبین''

تاجران : کاٹن یارن اینڈ پی سی یارن

تعاون

شیخ ناصر' شیخ عبدالستار گلی نمبر **1** بالمقابل رحمان مارکیٹ

منٹگمری بازار' فیصل آباد' فون **041-617057-611857**